ع ۶۶۹۶

- المذاہب -

-

٦٦٩٦٧

مذہبم شیعۂ علی باشد

...ہری باشد

رسالۂ شریفہ

المذاہب

مؤلفہ

فرید الانام ڈاکٹر سیّد زیرک حسین المتخلص بہ رضی الامروہوی

ثم الحائری الملقب بہ ضیاء الاسلام

مطبوعہ مطبع مقبول پریس دہلی

منشی سید ظفر یار علی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۶۶۰۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ محمّد وآلہ الطّاہرین المعصومین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین الیٰ یوم الدّین امّا بعد احقر الکونین ڈاکٹر سیّد زیرک حسین المتخلص بہ رضی الملقّب بہ ضیاء الاسلام الامروہوی ثم الحائری ابن مرحوم ومغفور امین الفصاحۃ ۔ ناطق الملک ۔ سیّد الشعرا سیّد مومن حسین صفی النّقوی حشرہ اللہ مع جدّہ الحسین رسالۂ ہذا کے ناظرین کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ حضورِ پُرنور خسروِ عالی شان ۔ قیصر دوران ۔ پادشاہ مملکت انگلستان شہنشاہِ اقلیم ہندوستان ۔ اعلیحضرت سکندر شوکت جارج پنجم خلّد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے عہدِ معدلت مہد میں ہر شخص پوری آزادی کے ساتھ اپنے مطالب ومقاصد کا اظہار کرنیکا مجاز ہے ۔ ہمکو پروردگارِ عالم نے وہ پُرامن زمانہ عطا فرمایا ہے جس میں ہم اپنے عقائد مذہبی کو علانیہ مشتہر کرنے اور فرائض دینی کو بلا خوف وخطر عمل میں لانیکا اختیار رکھتے ہیں ۔ خدا نے جہاں ہمکو تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں جنکا شکر کسی طرح ہمسے ادا نہیں ہوسکتا وہاں ایک نعمت غیر مترقبہ یہ بھی مرحمت کی ہے کہ ہمکو مہربان اور کرم گستر حکومت یعنی برٹش گورنمنٹ کی رعایا ہونیکا فخر حاصل ہے جسنے ہمکو تمام اموریں اور خاصکر مذہبی معاملات میں ایسی آزادی دے رکھی ہے جسکی آرزو میں ہمارے اکثر بزرگ اس جہانِ فانی کو الوداع کہہ گئے ہیں ۔ ہماری ہی قوم جسکی حسرت میں اپنی جانیں گنوا چکی ہے ۔ اس سلطنت سے پہلے ممکن نہ تھا کہ ہر فرقہ ہر ملت ومذہب کی

کتابوں کے مطالعہ سے فائدہ اُٹھا سکتا۔ یا حق و ناحق میں تمیز کرنیکے اسباب فراہم کرسکتا۔ اور بغیر کسی طرح کی روک ٹوک اور ظلم و تعدی کے جو مذہب چاہتا قبول کرلیتا۔

ہم اپنی عزیز اور مایۂ ناز **برٹش گورنمنٹ** کی تمام عنایتوں کے ساتھ اس امر خاص میں بھی شکرگزاری کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اُسنے اپنی تمام وفادار رعایا پر تحصیل علم کا دروازہ تمام صور پر کھولدیا ہے۔ جسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ فی صدی تقریباً چھبّیس آدمی عالم و فاضل موجود ہیں۔ اور یہ لازمی امر ہے کہ جو شخص علم حاصل کریگا تحقیق مذہبِ حقّہ کی طرف ضرور متوجہ ہوجائیگا۔ اسی سبب سے ہماری قوم یعنی فرقۂ اسلام میں بڑا گروہ ایسا موجود ہے جو فطرتاً تحقیق مذہب حقّہ اور جستجوے راہِ مستقیم کی طرف راغب ہے۔ مگر بیچارے دنیاوی ضرورتوں اور تلاشِ معاش کے مخمصوں میں ایسے گرفتار ہیں کہ تحقیق و تشخیص کا وقت اور موقع نہیں پاتے۔ یا بہ سبب بے بضاعتی و تہیدستی زر کثیر صرف کرکے مذہبی کتب خانے فراہم کرنے سے مجبور و معذور ہیں۔ اور لاچار اپنے آبائی دین و مذہب کو ترک نہیں کرسکتے۔ نظر برآں اس ہیچمدان نے اہل اسلام کے لئے یہ قومی خدمت اپنے ذمّہ لیکر یہ رسالہ تالیف کیا اور اسکا نام **المذاہب** رکھا۔ اور یہ التزام کیا کہ تمام روایتیں کتب معتبرۂ اہلسنّت والجماعت سے درج کیں۔ اور تمام اقوال بھی اکابر علماے اہلسنّت ہی کے نقل کئے۔ نہ تو کوئی روایت فرقۂ شیعہ کی کسی کتاب سے نقل کی نہ علماے شیعہ میں سے کسی بزرگ کے قول کو اس رسالہ میں جگہ دی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ کہیں کہیں حسب ضرورت محض سمجھانے کے طور پر ہم اپنی طرف سے کچھ لکھتے گئے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ طالبانِ طریقہ حقّہ کے لئے ہمارا یہ رسالہ انشاءاللہ تعالےٰ مفید ثابت ہوگا۔

ورنباشد مرکسے را ایں تمیز
پس نباشد مذہبِ او ہیچ چیز

تمہید

واضح ہو کہ اسلام دو بڑے فرقوں پر منقسم ہے۔ ایک فرقہ اہلسنت والجماعت کہلاتا ہے۔ اور دوسرے کا نام شیعہ ہے۔ یہ دونوں فرقے خدا تعالےٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کے قائل ہیں۔ مگر معاملۂ خلافت وامامت میں باہم اختلاف رکھتے ہیں۔

اہلسنّت والجماعت جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد چار اجماعی خلیفوں کو جانشینِ پیغمبرؐ قرار دیتے ہیں۔ یعنی پہلا خلیفہ حضرت ابوبکر کو جانتے ہیں۔ اور دوسرا خلیفہ حضرت عمر کو مانتے ہیں۔ اُنکے بعد تیسرا خلیفہ حضرت عثمان کو قرار دیتے ہیں۔ پھر چوتھا خلیفہ حضرتؑ امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ اور علاوہ انکے چار اماموں کے قائل ہیں اور وہ امام ابو حنیفہ۔ شافعی۔ مالک۔ اور احمدِ حنبل ہیں۔ جو حدیثیں اور جو روایتیں یہ چاروں امام اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں اہلسنّت اُنہی احادیث و روایات پر عمل کرتے ہیں۔ اور اس فرقہ کے دین و مذہب کا دار و مدار انہی چار اماموں کے اقوال اور انہی کی منقولہ احادیث پر ہے۔ اور ائمۂ اہلبیت سے جنکا ذکر آگے کیا جائیگا کسی امر میں تمسک نہیں کرتے۔

اور شیعوں کے اعتقاد میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد اُنکے جانشین بارہ خلیفہ ہوئے جو سب منصوص من اللہ ہیں۔ اور وہی بارہ خلیفہ بارہ امام ہیں۔ انہی کو ائمۂ اہلبیتؑ بھی کہتے ہیں۔ انہی کے احکام پر انکا عمل ہے۔ اور انہی کی منقولہ احادیث انکے نزدیک معتبر ہیں۔ ان بارہ اماموں کے اسمائے مبارکہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام جو آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں (۲) حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام (۳) حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام (۴) حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام (۵) حضرت امام محمد باقر ابن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

(۶) حضرت امام جعفر صادق ابن حضرت امام محمد باقر علیہما السلام۔ (۷) حضرت امام موسیٰ کاظم ابن حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام۔ (۸) حضرت امام علی رضا ابن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہما السلام۔ (۹) حضرت امام محمد تقی ابن حضرت امام علی الرّضا علیہما السلام۔ (۱۰) حضرت امام علی نقی ابن حضرت امام محمد تقی علیہما السلام۔ (۱۱) حضرت امام حسن عسکری ابن حضرت امام علی نقی علیہما السلام۔ (۱۲) حضرت امام مہدی آخر الزّمان ابن حضرت امام حسن عسکری علیہما السّلام۔ (عجّل اللہ فرجہ)۔

مذکورۂ بالا اماموں کی شان میں متعدد حدیثیں کتب فریقین (یعنی سُنّی و شیعہ) میں منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اُنکی امامت اور خلافت کی خبر دی ہے اور اپنی امّت کو ان بزرگواروں کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے چنانچہ کتاب روضۃ الاحباب اور حبیب السیر میں ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری صحابی رسولِ باری کہتے ہیں کہ جب خدا تعالےٰ نے اپنے پیغمبر پر آیۂ کریمہ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ نازل فرمائی تو میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم خدا کو اور اُسکے رسولؐ کو تو پہچانتے ہیں۔ اولی الامر کون ہیں؟ جنکی اطاعت کو خدائے تعالےٰ نے آپکی اطاعت سے مقرون کیا ہے۔ جناب رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا ھم خلفائی و اولیائی و حجج اللہ علی امّتی اوّلھم علیّ ابن ابیطالب ثمّ الحسن ثمّ الحسین ثمّ علیّ ابن الحسین ثمّ محمّد بن علیّ المعروف فی التّوراۃ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقراْہ منّی السّلام ثمّ جعفر الصّادق ثمّ موسیٰ ابن جعفر ثمّ علیّ ابن موسیٰ ثمّ محمّد بن علیّ ثمّ علیّ بن محمّد ثمّ الحسن ابن علیّ ثمّ محمّد ابن الحسن یغیب عن شیعتہ و اولیائہ (یعنی وہ میرے خلیفہ اور رہبر ہے بعد میرے جانشین ہیں اور حجّت خدا ہیں میری امّت پر پہلے اُن کے علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ بن الحسینؑ پھر محمدؑ ابن علیؑ جو توریت میں باقر مشہور ہیں اور اے جابر قریب ہے کہ تو اُن سے ملے جسوقت کہ تو اُن سے ملاقات کرے تو میری طرف سے اُن کو سلام کہنا۔ پھر جعفر صادقؑ بن محمدؑ پھر موسیٰؑ ابن جعفرؑ پھر علیؑ ابن موسیٰؑ پھر محمدؑ ابن علیؑ پھر علیؑ ابن محمدؑ پھر حسنؑ ابن علیؑ پھر حجۃ خدا محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ ہیں جو اپنے شیعوں کی نظر وا غائب اور پوشیدہ رہینگے)۔

فریقین کا علی اتفاق ہے کہ جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد

میری امت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی۔ مگر اُن سب میں سے ناجی فرقہ ایک ہی ہو گا اور باقی بہتّر فرقے جہنّمی ہونگے۔ اور اس زمانہ میں وہ پیشینگوئی پوری ہو گئی ہے۔ یعنی اسلام میں تہتّر فرقے موجود ہیں۔ اور ہر فرقہ اپنے ناجی ہونیکا مدعی ہے اور دوسرے فرقونکو ناری اور جہنّمی کہتا ہے۔ ان تمام فرقوں کی مجموعی حالت پر نظر کرنے سے یہ بات معلوم کر لینا کہ ناجی فرقہ کونسا ہے آسان نہیں بلکہ سخت دشوار ہے۔ مگر ایک طریقہ میرے ذہنِ ناقص میں آیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر صاحبِ فہم انشاءاللہ تعالےٰ پوری کامیابی کے ساتھ اپنا مدعا حاصل کر سکتا ہے۔ اور وہ طریقہ یہ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اسلام دو بڑے فرقوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ جسمیں سے ایک تو اہل سنّت والجماعت کے نام سے مشہور ہے۔ اور دوسرے کو شیعہ کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہوا۔ اور تمام فرقے جنکی تعداد تہتّر بیان ہوئی وہ سب انہی دو فرقوں کی شاخیں ہیں۔ یعنی اُن میں سے بعض فرقے تو اپنے سُنّی ہونیکا ادّعا کرتے ہیں جیسے حنفی۔ مالکی۔ شافعی حنبلی۔ صوفی۔ وہابی۔ احمدی وغیرہ۔ اور بعض اپنے شیعہ ہونیکے مدعی ہیں مثلاً شیعۂ اثنا عشری (یہ وہ فرقہ ہے جو بارہ اماموں کا قائل ہے اور اُنہی کو جنابِ رسولؐ خدا کے بعد اپنا ہادی اور پیشوا تصور کرتا ہے۔ اور یہ بارہ امام وہی ہیں جنکی شان میں جنابِ رسولؐ خدا کی حدیث اوپر نقل کی گئی ہے) بوہرہ (یہ وہ فرقہ ہے جو جناب امام جعفرِ صادق علیہ السلام کے بعد بجائے حضرت امام موسےٰ ابن جعفرؑ کے حضرت اسمٰعیلؓ بن جعفرؑ کو امام جانتا ہے) غالی (یہ وہ فرقہ ہے جو مثل فرقۂ اثنا عشری کے بارہ اماموں کا تو قائل ہے مگر برخلاف اُسکے اماموں کے رتبہ کو رسولِ خدا کے مرتبہ سے بڑھاتا ہے۔ اور اس فرقہ کی شان میں کسی شاعر اثنا عشری کا یہ مصرع مشہور ہے ؎ از شیعۂ غالی سگِ سُنّی بہتر۔ اور غالباً اسی فرقہ کی بابت علمائے اہلسنّت اپنی سخت ناراضی کا اظہار فرماتے ہیں اور اُسی بیدین اور مردود بتاتے ہیں۔ مگر اتنی زیادتی ضرور کرتے ہیں کہ اُنکے کلام سے کسی خاص گروہ کا پتہ نہیں چلتا بلکہ ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ گویا انہوں نے عام طور پر کُل فرقہائے شیعہ کو ایک گروہ میں داخل کر دیا ہے۔ اور اسپر لطف یہ ہے کہ خود بھی شیعہ ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں جو آئندہ بیان ہو گا انشاءاللہ تعالےٰ) وغیرہ وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس مختصر رسالہ میں صرف اِنہی دو بڑے بڑے فرقوں کے حالات تحریر کرتے ہیں۔ اور متلاشیانِ فرقۂ حقہ و ناجیہ کی خدمت میں تصدیعہ دیتے ہیں کہ وہ اِن دونوں مذہبوں کے حالات پر نظرِ غائر ڈالیں اور نیک و بد میں تمیز کر کے کوئی ایک مذہب جو مرغوبِ طبیعت اور پاکیزہ پائیں قبول کر لیں

اور اسکے بعد اُسی مذہب کی دوسری شاخوں میں باطمینانِ تمام نظر ڈالتے رہیں۔ اور حق و باطل میں تمیز کرتے رہیں۔ اور اس رہنمائی کے صلہ میں اس بندۂ حقیر کو دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں۔ اور اگر اِس رسالہ کو ملاحظہ فرمانیکے بعد بھی کوئی صاحب اپنی کج فہمی یا تعصب مذہبی سے حق و باطل کو نہ سمجھیں یا ہٹ دھرمی پر کمر باندھے رہیں تو اسکا علاج نہیں بقول شاعرؔ

گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

(۱)
باب اوّل

مذہب اہلِ سنّت والجماعت کا عام بیان

یہ باب دو فصلوں پر منقسم ہے۔

فصل اوّل

فرقۂ اہلسنّت کے مشہور و معروف فرقوں کا مختصر بیان

واضح ہو کہ اہل سنّت والجماعت کے مشہور و معروف فرقے پانچ ہیں۔ از آنجملہ چار تو حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی ہیں۔ اور پانچواں فرقہ صوفیوں کا ہے۔ چنانچہ فخر الاسلام بزودی فرماتے ہیں الصّوفیۃ اکثرھم اھل السّنّت والجماعت (یعنی طوائفِ صوفیہ میں سے اکثر اہلسنّت والجماعت ہیں) اور یہ بات محتاجِ بیان نہیں اور تقریباً حضراتِ اہلسنّت کا بچّہ بچّہ اسکا قائل اور معتقد ہے کہ معرفتِ خدا تعالےٰ جس درجۂ عالیہ پر ان حضرات کو حاصل ہے دوسرا کوئی فرقہ اُس مرتبہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ اولیاے عارفین اسی گروہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس فرقۂ صوفیہ میں بھی کئی طائفے ہیں جنمیں سے ہر ایک اپنے اپنے خاص رنگ میں رنگا ہوا ہے یہ لوگ اپنا سلسلۂ بیعت حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ مگر احکامِ شرع کی قیود اور پابندیوں سے اپنی ذات کو بری بتاتے ہیں۔ اور اوامر و نواہی خدا و رسوؐل پر مطلق عمل نہیں کرتے۔

منجملہ اِنکے ایک فرقہ اباحیّہ کہلاتا ہے جنکی بابت فخر الاسلام بزودی نے کہا ہے ومنھم الاباحیّۃ یقولون الاموال کلّھا علی الاباحۃ وکذا الفروج ولیس الحلال الّا مجرّد

الاضافة ومجرد الاكتساب ويبيحون اموال النّاس وفروج نسائهم (یعنی ایک فرقہ اہلسنّت والجماعت میں سے اباحیّہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام مال مباح ہیں اور حلال محض اضافت اور صرف اکتساب ہے۔ اور لوگوں کے مالوں کو مباح جانتے ہیں۔ اور لوگوں کی ازواج کی فرجوں کو بھی مباح سمجھتے ہیں۔ "یعنی اس طائفہ میں زنا جائز ہے")

ایک اور طائفہ صوفیہ کی نسبت ابن جوزی کتاب تلبیس ابلیس میں دراحوالِ اباحت تحریر فرماتے ہیں وهم ينقسمون القسم الثّاني يقرّون بالاسلام الّا انّهم ينقسمون قسمين القسم الاوّل مقلدون فی افعالهم لاشياخهم من غير اتباع دليل ولا شبهة يفعلون ما يامرونهم وما راٰو هم عليه القسم الثّانی قوم عرضت لهم شبهات فعملوا بمقتضاها والاصل الّذي نشات منه شبهاتهم انّهم لمّا هموا النّظر في مذاهب النّاس التبس عليهم ابليس فاراهم انّ الشّبهة يعارض الحجج وان اليقين يعسر ان المقصود واجل من ان ينال بالعلم وانّما الظفر به نور يساق الى العبد لا بالطّلب فسد عليهم باب النجاة الّذی هو طلب العلم فصاروا يبغضون اسم العلم كما يبغض الرّافضی اسم ابی بكر وعمر يقولون العلم حجاب والعلماء محجوبون عن المقصود بالعلم (یعنی اس فرقہ میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اسلام کا اقرار کرتا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے گروہ جنکو فخر الاسلام وغیرہ اکابر علماء نے اپنے فرقہ اہلسنّت والجماعت میں داخل کیا ہے اسلام سے خارج ہیں) مگر انکی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی دلیل اور شبہ کے اپنے پیروں کی پیروی کرتے ہیں۔ جو حکم اُنکے پیروں کا ہوتا ہے اور جو حالت اپنے پیروں کی مشاہدہ کرتے ہیں اُسی کو عمل میں لاتے ہیں۔ اور دوسرے گروہ پر شبہات عارض ہوئے ہیں۔ اور ان لوگوں نے اُنہی کے موافق عمل کیا ہے۔ اور سب کا منشا یہی ہوا ہے کہ جب لوگوں کے مذہبوں میں فکر کرنیکا ارادہ کیا تو ابلیس نے اُنکو دھوکا دیا۔ اور اُنکو اس بات کا معتقد بنا دیا کہ شبہ حجتوں کا معارضہ کرتا ہے۔ اور یقین دشوار ہے اور بذریعہ علم اصل مقصود تک رسائی محال اور غیر ممکن ہے۔ اور وہ (یعنی یقین) صرف عنایتِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ طلب کرنے سے۔ پس ابلیسِ لعین نے درِ نجات جو تحصیلِ علم ہے اُنپر مسدود کر دیا۔ اس لئے یہ اشخاص علم کے نام کو دشمن رکھتے ہیں جسطرح سے کہ رافضی ابوبکر

و عمر کے نام کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ علم حجاب ہے۔ اور عالم بہ سبب علم کے مقصود سے محجوب ہیں﴾ ابن جوزی اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں فان انکر علیھم عالم قالوا انما عھم ھٰذا موافق لنا فی الباطن و انّما یظھر ضدّ ما نحن فیہ للعوام الضّعاف العقول فان جد فی خلافھم قالوا ھٰذا ابلہ مقیّد بقیود الشّریعۃ محجوب عن المقصود۔ ثمّ عملوا علی شبہات وقعت لھم ولو فطنوا العلموا ان عملھم بمقتضیٰ شبہاتھم علم فقد بطل انکارھم العلم۔ ان قوما منھم داموا علی الرّیاضۃ مدّۃ فرأوا انھم قد تجوھروا فقالوا لا نبالی الاٰن ما عملنا وانما الاوامر والنّواھی رسوم العوام قالوا وحاصل النّبوّۃ یرجع الی الحکمۃ و المصلحۃ و المراد منھا ضبط العوام ولسنا من العوام فندخل فی حجر التّلاوت (یعنی پس اگر کوئی عالم اُن پر تردید کرتا ہے تو وہ اپنے مُریدوں سے کہتے ہیں کہ یہ عالم باطناً ہمارے ساتھ موافقت رکھتا ہے اور ظاہر میں کم عقل اور بیوقوف عوام النّاس لوگوں کے دکھانیکے لئے ہم سے مخالفت جتاتا ہے۔ اور اگر اُنکی مخالفت میں اصرار کیا جائے تو کہتے ہیں کہ یہ احمق ہوگیا ہے۔ شریعت کی قیدوں میں گرفتار ہے اور مقصود سے محجوب ہے۔ اسکے بعد جو شبہے اُنہیں لاحق ہوئے اُنپر عمل کیا۔ اور اگر سمجھتے اور غور کرتے تو جان لیتے کہ موافق شبہات عمل کرنا بھی تو علم سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے وہ علم کا انکار جو کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتا۔ اور اُنہی میں سے ایک وہ طائفہ ہے جسکے لوگوں نے ایک مدّت تک ریاضت پر مداومت کی ہے۔ پھر گمان کرلیا ہے کہ خدا تک پہنچ گئے۔ اور کہنے لگے کہ اب ہمکو کچھ پروا نہیں ہے جوجی میں آئے سو کریں۔ اور اوامر و نواہی پر چلنے کی عام لوگوں میں رسم پڑگئی ہے۔ اور نبوّت کا حاصل حکمت اور مصلحت کی طرف رجوع ہونا ہے۔ اور اُس سے مطلب یہ ہے کہ عوام میں انتظامی حالت قائم رہے۔ اور ہم لوگ عوام میں داخل نہیں ہیں جسکے سبب سے دائرہ تکلیف میں داخل ہوں)۔ پھر یہ لکھا ہے لانا قد تجوھرنا و عرفنا الحکمۃ وھٰؤلاء راوا ان من اثر تجوھرھم ارتفاع الحمیّۃ حتّٰی قالوا ان رتبۃ الکمال لایحصل الا لمن یریٰ اھلہ مع اجنبی فلا تقشعر جلدتہ فان لم تقشعر فھو ملتفت الی حظ نفسہ لم یکمل بعد اذ لو کمل لماتت نفسہ فسموا الغیرۃ نفسا وسموا ذھاب الحمیۃ الذی

هو وصف المخانیث کمال الایمان (یعنی وہ یہ کہتے ہیں کہ "اس لئے ہم حق تک پہنچ گئے اور ہمنے حکمت کو پہچان لیا"۔ اور یہ لوگ بے ہمتی اور بے غیرتی کو اپنے اس کمال کا اثر جانتے ہیں یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ رتبۂ کمال حاصل نہیں ہوتا مگر اُس شخص کو جو اپنی بی بی کو غیر شخص کے ساتھ دیکھے اور اُسکے بدن پر رونگٹے نہ کھڑے ہوں۔ اور اگر اپنی زوجہ کو ایسی حالت میں دیکھکر اُسے پھُریری آجائے تو وہ (صوفی) اُسوقت تک اپنے حظِّ نفس کی طرف مائل ہے۔ اور ہنوز درجۂ کمال اُسکو حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر کامل ہوگیا ہوتا تو اُسکا نفس مرجاتا۔ پس معلوم ہوا کہ اُن لوگوں نے غیرت کا نام نفس رکھ لیا ہے۔ اور نام بے غیرتی اور بے ہمتی کا جو ہیجڑوں کی صفت ہے کمالِ ایمان رکھّا ہے۔)۔

فرقۂ اہلسنّت والجماعت میں ایک اور طائفہ صوفیوں کا داخل ہے جسکو **حبیبیہ** کہتے ہیں۔ یہ فرقہ تمام اعمالِ شرعی اور عبادات سے بے بہرہ ہے۔ اور تمام محرمات کو جائز اور مباح جانتا ہے۔ چنانچہ فخر الاسلام بزدوی فرماتے ہیں ومنهم الحبيبية يقولون ان الله تعالىٰ اذا احب عبدا يرفع عنه الخطاب فيحل له كلّ النعم ويسقط عنه كلّ العبادات ولا يبقى فى حقه خطر ولا يصلّون ولا يصومون ولا يسترون العورة ولا يشبعون عن الزّناء ولا عن اللّواطه ولا عن شرب الخمر ولا عن محظور (یعنی ایک طائفہ صوفیوں کا اہلسنّت والجماعت میں سے حبیبیہ ہے۔ ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے دوستی کریگا تو اُس سے خطاب یعنی اوامر و نواہی کو اُٹھا دیگا۔ اُسوقت اُس بندہ کو تمام نعمتیں حلال ہوجائینگی۔ اور اُس سے تمام عبادتیں ساقط ہوجائینگی۔ اور اُسکے لئے کسی قسم کی ممانعت اور حرمت باقی نہ رہیگی۔ نہ تو یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ نہ روزہ رکھتے ہیں۔ اور سترِ عورتین بھی نہیں کرتے یعنی برہنہ رہتے ہیں۔ اور زنا اور لواطہ اور میخواری کرتے ہیں۔ اور کسی فعلِ حرام سے نہیں بچتے۔

ایک اور فرقہ صوفیوں کا جو اہلسنّت میں شمار کیا جاتا ہے **متجاہلہ** کہلاتا ہے۔ اس طائفہ کے لوگ مزامیر بجاتے ہیں اور مے نوشی کرتے ہیں۔ اور کچھ دوسری قسم کی بدفعلیاں بھی کرتے ہیں۔ لباس بھی انکا فاسقانہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے ومنهم المتجاهلة وهم

يضربون المزامير ويشربون الخمر ويأتون ببعض الفواحش ويلبسون ثياب الفسقة۔

فخر الاسلام بزدوی نے ایک اور طائفۂ صوفیہ کا ذکر فرمایا ہے جسے حوریہ کہتے ہیں۔ یہ طائفہ بھی اہلسنّت والجماعت میں سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں ومنهم الحوريّة يقولون باستباحة الرّقص والغنا والمبالغة فی الرّقص حتّی یسقطون علی الارض من کثرۃ الاتعاب ثمّ یقومون ویغتسلون (یعنی ایک طائفہ اہلسنّت والجماعت میں سے حوریہ ہے۔ یہ لوگ ناچنے۔ گانے اور بجانے کو مباح کہتے ہیں۔ اور ناچنے میں یہاں تک زیادتی کرتے ہیں کہ کثرتِ تعب سے زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اور پھر اُٹھکر نہاتے ہیں)۔

ایک اور طائفۂ صوفیہ کا فخر الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ جسکا نام متکاسلہ ہے۔ اسکی بابت فرماتے ہیں ومنهم متكاسلة وهم قوم رضوا بملاء بطن من الطّعام حراما كان او حلالا يأكلون كثيرا ان وجدوا ويرقصون ان وجدوا اقاريا واختاروا الكسل لا يتعلمون شيئا ولا يتزوّجون ولا يعتقدون مذهبا ولا ينازعون احدا انتهى مختصرا ؛ (یعنی اہلسنت والجماعت میں سے ایک طائفہ صوفیوں کا متکاسلہ ہے۔ یہ لوگ کھانے سے شکم پُر کرنے پر راضی ہیں۔ خواہ وہ کھانا حلال کا ملے یا حرام کا۔ جب کھانا ملتا ہے تو بہت سا کھاجاتے ہیں۔ اور اگر گانیوالا مل جاتا ہے تو ناچنے لگتے ہیں۔ اور کسل کو اختیار کر رکھا ہے۔ یہ لوگ نہ تو علم تحصیل کرتے ہیں۔ نہ نکاح کرتے ہیں۔ نہ کسی مذہب کے معتقد ہیں۔ اور نہ کسی سے لڑتے جھگڑتے ہیں یعنی دنگا فساد نہیں کرتے)۔

اور قاضی عضد۔ محقق شریف اور دیگر افاضل اہلسنّت نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں تصریح فرمائی ہے کہ بعض متصوفۂ اہلسنّت نے شرعی تکالیف اپنے اوپر سے یکسر ساقط کر دی ہیں۔ نہ نماز پڑھتے ہیں۔ نہ روزہ رکھتے ہیں۔ نہ حج کرتے ہیں۔ نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نہ احکام شرعیہ و اوامر و نواہی اسلامیہ کے مقیّد ہیں۔ اور زنا اور لواطہ اور مے نوشی اور چوری اور سارے بُرے افعال کو مباح اور روا جانتے ہیں۔

اب غور کر لینا چاہیئے کہ فرقۂ اہلسنّت والجماعت کے مذکورۂ بالا گروہ کیسے دیندار اور کس درجہ کے

اہل ایمان ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ان حضرات کے افعال واطوار پر غور کرکے مسلمان تو مسلمان
کفار تک بیزار ہو جائینگے۔ باوجود ایسے افعال قبیحہ اور اطوار ناپسندیدہ کے یہی لوگ ایسے
عارفین کاملین اور اولیاء مارقین شمار کئے جاتے ہیں کہ انکا مرتبہ معاذ اللہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ آنحضرتؐ باوجود اس تقرب باریتعالے کے کہ صاحب
معراج تھے اور ہمارے عارفوں کے سرتاج عبادت رب العزت میں برابر مشغول رہتے تھے اور
ایسی محنت شاقہ برداشت فرماتے تھے کہ کثرت قیام سے پاہائے مبارک پر ورم ہو جاتا تھا۔ مگر ہمیشہ یہی
فرماتے رہے کہ ما عبدناک حق عبادتک۔ اور اپنے آخر دم تک عبادت الٰہی کو ترک نہ فرمایا۔
ایک حضرات صوفیۂ اہلسنت ہیں کہ اعمال حسنہ تو درکنار فرض سے بھی احتراز واجتناب فرماتے ہیں۔
اور اولیا کہلاتے ہیں!

المختصر مذکورہ بالا تقریر سے یہ بات تو معلوم ہوئی کہ عام طور پر حضرات اہلسنت جن طائفوں کو بڑی
وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور فرقۂ اہلسنت کی نمود جنکے وجود کے ساتھ وابستہ سمجھی جاتی ہے
جنھوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں بلکہ پالیا ہے اور خدا سے زندگی ہی میں واصل ہو گئے ہیں۔ وہ
صوفی ہیں۔ اور یہ ایسا فرقہ ہے جسمیں نہ احکام شرع کی پابندی ہے۔ نہ دنیاوی تہذیب! اس ایسے
گروہ میں کتب فقہ وحدیث کا ذخیرہ کہاں! جسکے ذریعہ سے ہم بھی کچھ فائدہ حاصل کریں۔
اب رہے چار فرقے حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی۔ یہ مدعی ہیں کہ ہم لوگ احکام خدا ورسولؐ پر عمل کرتے
ہیں اور اوامر ونواہی کے پابند ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ واجبات شرعیہ کو بستعدی تمام
بجالاتے ہیں۔ اور زنا۔ لواطہ۔ شراب خواری۔ ناچنے۔ گانے۔ بجانے وغیرہ وغیرہ تمام برے کاموں
اور منہیات شرعی سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہ چاروں فرقے اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور باتہذیب
ہیں۔ ہر گروہ میں بڑے بڑے علماء اور فضلا موجود ہیں۔ کتب فقہ واحادیث کا پورا ذخیرہ جمع
ہے جو روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ تلاوت قرآن سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ کلام اللہ کو حفظ کرتے ہیں۔ علمی درس وتدریس کے
مدرسے کھولتے ہیں۔ مجالس وعظ منعقد کرتے ہیں جسمیں تفسیر یا احادیث۔ مسائل حلال وحرام اور اخلاقی نکات
وغیرہ سب ہی کچھ پڑھتے ہیں۔ ان چاروں فرقوں میں سے ہر فرقہ جس طرح اپنے فرقہ کو راہ مستقیم پر سمجھتا ہے
اسی طرح دوسرے تینوں فرقوں کو بھی صاحب مذہب حقہ اور ناجی جانتا ہے۔

اماموں کی نسبت اہلسنّت کے عقائد اور اُنسے تمسّک کرنیکی نوعیت

مخفی نہ رہے کہ جس طرح شیعہ بمضمون حدیث انّی تارکٌ فیکم الثّقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی (یعنی جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں یقیناً دو ایسی گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اُن سے تمسک کروگے تو ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہوگے۔ اُن میں کی ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے۔ ایک تو قرآن مجید ہے اور دوسری میری عترت یعنی اہلبیتؑ اطہار) ائمہ اہلبیتؑ سے تمسک کرنا اظہر ضروریات سے سمجھتے ہیں اور اُنکو بعد جنابِ رسالت مآب افضل النّاس جانتے ہیں اسی طرح حضرات اہلسنّت خلفائے ثلثہ یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور انہی کو تمام خلق اللہ پر فضیلت دیتے ہیں چنانچہ عقائد نسفی میں لکھا ہے وَاَفضَلُ البشر بعد نبیّنا ابوبکر الصّدیق ثمّ عمر الفاروق ثمّ عثمان ذوالنّورین۔

علاوہ بریں حضرات اہلسنّت کے نزدیک اجماع اہلبیتؑ حجت نہیں ہے۔ خواہ کوئی شخص اُنکے اجماع کی مخالفت عمل میں لائے یا اُس سے موافقت ومخالفت کچھ ظہور میں نہ آئے۔ جیساکہ مختصر الاصول اور اُسکی شرح میں مسطور ہے لاینعقد الاجماع باھل البیت وحدھم مع مخالفۃ غیرھم اوعدم الموافقۃ والمخالفۃ خلافاً للشیعۃ پس معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اوروں کے مخالف نہونے کی صورت میں بھی اہلبیتؑ کا اعتبار نہیں چہ جائیکہ اور لوگ اُسکے خلاف کہیں۔ ایسی حالت میں تو بدرجہ اَولےٰ قابل اعتبار نہیں ہوسکتا جسطرح علماء اہلسنت اپنی کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہلبیتؑ کا حضرت ابوطالبؑ کے مسلمان وفات پانے پر اتفاق ہے مگر اُنکا مجتہدین اسلام وفات پانا قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ جامع الاصول میں ابن اثیر نے لکھا ہے وَلَم یُسلم من اعمام النّبی الّاحمزۃ والعبّاس وادرک ابوطالب وابولھب الاسلام ولم یسلما واھل البیت یزعمون ان اباطالب مات مسلماً (یعنی جناب رسولؐ خدا کے چچاؤں میں سے صرف حضرت حمزہؓ اور جناب عباسؓ مشرف باسلام ہوئے اور حضرت ابوطالب اور ابولہب نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام نہ لائے اور اہلبیتؑ زعم (گمان باطل) کرتے ہیں کہ ابوطالب نے اسلام کی حالت میں دنیا سے رحلت کی۔ اور صاحب معارج النبوۃ تحریر فرماتے ہیں " محمد بن اسحاق کہ از کبار مورخین

ارباب سیر حضرت سید المرسلینؐ است می گوید کہ اگرچہ ابو طالب درحین عرض کلمہ اباکرد اما در آخر آہستہ بگفت ۔ چنانچہ عباسؓ شنید فاما از غایتِ ضعف نتوانست کہ اہل مجلس را شنواند۔ واین حدیث در دلائل النبوۃ نیز ایراد فرمودہ نقل است از اہل البیت کہ ایشاں اتفاق دارند بر آنکہ ابو طالب بایمان رفتہ ولیکن این روایت مخالفِ اہلسنّت وجماعت است"۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرات اہلسنّت کا بڑا مورخ ابواسحاق بھی حضرت ابو طالب کے اسلام کا قائل ہے مگر چونکہ اس روایت کو مان لینے میں اجماع اہلبیتؑ کا ماننا لازم آتا ہے اس لئے ایسے معتبر سُنّی مورخ کا قول بھی حد اعتبار سے ساقط کر دیا گیا اور مخالف اہلسنّت مانا گیا۔

حضرات اہلسنّت یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی محبت مذہب تسنّن کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ یعنی جو شخص سنّی ہوگا وہ حضرت علیؑ کے ساتھ دوستی نہ کریگا اور جو شخص اُن حضرتؑ کا دوست ہوگا وہ سنّی نہ ہوگا چنانچہ ابن خلکان جو مشاہیر علمائے اہلسنّت میں سے ہیں علی بن الجہم شاعر کے بیان میں کہتے ہیں انّہ کان معذوراً في بغض علي والانحراف عنه لان محبته لا يجتمع مع التسنّن (یعنی وہ (علی بن الجہم) حضرت علیؑ کے بغض میں اور اُن حضرتؑ سے انحراف کرنے میں معذور تھا کیونکہ اُنکی محبت تسنّن کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی) اور یہی امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام ائمہ اہلبیتؑ کرام میں سے پہلے امام ہیں جنسے تمسّک کرنیکا جناب رسُول خدا نے حکم دیا ہے۔

عمران ابن حطان بخاری سے محدّث عظیم القدر کے شیخ جلیل الشان ابن ملجم قاتلِ حضرت امیر المومنینؑ کے مدّاح ہیں چنانچہ اُنکے دو شعر مشہور ہیں جو اُس ضربت کی تعریف میں انشا کئے ہیں جس سے حضرت علیؑ علیہ السلام کا فرقِ انور شگافتہ ہوا تھا۔ وہ شعر یہ ہیں۔

یا ضربة من تقی ما اراد بها	الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا
انی لاذکره حینا فاحسبه	اوفی البریّة عند الله میزانا

اور اہلسنّت کے ولی کامل محی الدین عربی حضرت امام حسینؑ کو عیاذاً باللہ باغی اور یزید پلید کو خلیفۂ برحق بتاتے ہیں۔ اور امام غزالی امامین ہمامین حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو قتل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اُسکے بیان کرنیکو واعظوں پر حرام کہتے ہیں۔

حضرات اہلسنّت اپنے مذہب کو اغیار اہلبیتؑ رسُول خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنے کو حنفی

مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کہتے ہیں۔ اور انہی چاروں سے متمسک ہوئے ہیں۔ باوصف اسکے کہ یہ چاروں امام ائمۂ اہلبیتؑ کے ہمعصر تھے۔ اس صورت میں یہ انتساب صاف طور پر ائمۂ اہلبیتؑ سے دلیل انحراف ہے۔ اگر یہ حضرات یعنی اہلسنّت والجماعت ائمۂ اہلبیتؑ اطہار سے تمسک کرتے جنکا تمسک جناب رسولِ خدا نے اپنی امّت پر واجب قرار دیا تھا اور اُن ائمۂ طاہرین کے اسمائے مبارکہ بھی یکے بعد دیگرے تعلیم فرما دئے تھے جیسا تمہید میں بیان ہوا تو ضرور امامیۂ اثنا عشریہ کہلاتے۔ حالانکہ یہ حضرات اس لفظ کا اطلاق اپنی ذات پر روا نہیں رکھتے۔

اگر کوئی خیال کرے کہ اہلسنّت کے ائمۂ اربعہ نے ائمۂ اہلبیتؑ سے تعلیم پائی ہوگی تو بالواسطہ ائمۂ اہلبیتؑ کی طرف نسبت ہوگئی۔ پس اس خیال کو اہلسنّت کے امام عالی مقام ابن تیمیہ کا یہ قول جو منہاج السنّۃ میں مذکور ہے رد کر رہا ہے ھٰؤلاء الائمّۃ الاربعۃ لیس منہم من اخذ عن جعفر من قواعد الفقہ لکن رووا عنہ الاحادیث کما رووا عن غیرہ واحادیث غیرہ اضعاف احادیثہ ولیس بین حدیث الزہری وحدیثہ نسبۃ لا فی القوۃ ولا فی الکثرۃ و قد استراب البخاری فی بعض حدیثہ لما بلغہ عن یحیی بن سعید القطان فیہ کلام فلم یخرج لہ ویمتنع ان یکون حفظہ للحدیث کحفظ من یحتج بہم البخاری۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلسنّت کے چاروں اماموں نے امام بحق ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قواعدِ فقہ اخذ نہیں کئے۔ لیکن اُن حضرتؑ سے کچھ حدیثیں روایت کی ہیں جیسے کہ اوروں سے روایت کی ہیں۔ اور اوروں کی حدیثیں اُن حضرتؑ کی حدیثوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ پھر ابن تیمیّہ نے صاف کہدیا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی حدیث کو زہری کی حدیث سے کچھ نسبت نہیں۔ نہ قوت میں نہ کثرت میں یعنی زہری کی حدیث قوت وکثرت میں وہ درجہ رکھتی ہے کہ صادق آلِ محمدؐ کی حدیث اُسکے مقابلہ میں مطلق قابلِ اعتبار و شمار نہیں۔ پھر اسکی سند میں لکھا ہے کہ بخاری نے اس وجہ سے کہ یحیےٰ بن سعید قطان سے اُن معصومؑ کی نسبت اُسکو کچھ کلام پہنچا تھا اُن حضرتؑ کی بعض حدیثوں میں شک کیا تو اُن حضرتؑ سے کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ اور اس امر کو محالات سے قرار دیا ہے کہ اُس عالمِ علم لدنی کا حفظ حدیث اُن لوگوں کے حفظ کے مانند ہو جنکی بابت بخاری نے حجت ٹھرائی ہے۔

یہاں سے ظاہر ہے کہ ائمۂ اہلسنت کی فقہ ائمۂ اہلبیت سے ماخوذ نہیں ہے اور صحیح بخاری جسکو یہ لوگ اصح الکتب کہتے ہیں اور قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر شمار کرتے ہیں یہ عزت اُسکی اسی وجہ سے ہے کہ اُس میں صادق آل محمدؐ سے کوئی حدیث یا روایت منقول نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہلسنت جو ائمۂ اہلبیت سے تمسک نہیں کرتے اُسکا سبب یہ ہے کہ انکے خیال میں اُنکے اجماعی پیشوا ایسے افضل و اعلےٰ ہیں کہ معاذاللہ اہلبیت رسولِ خدا فضل وکمال میں اُنسے کچھ نسبت نہیں رکھتے۔ اور ائمۂ اہلبیت کا اُنکی مثال ہونا محالات سے ہے۔

وجوب تقلیدِ ائمۂ اربعہ اور اُسکی نوعیت وکیفیت

فرقۂ اہلسنت میں تقلید واجب ہے یعنی ہر شخص جو یہ مذہب رکھتا ہو وہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید ضرور کرے۔ اور ہر امام کا مقلد راہ مستقیم پر سمجھا تا ہے۔ اور جنتی متصور ہوتا ہے۔ مگر ایک امام کا مقلد دوسرے امام کی تقلید میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا کرے تو وہ فعل حرام کا مرتکب ہو کر قابل تعزیر سمجھا جائیگا۔ یہانتک کہ اگر کوئی شخص اجتہاد و برہان سے بھی اپنا مذہب تبدیل کرے یعنی ایک امام کی تقلید سے نکل کر دوسرے امام کا مقلد ہو جائے وہ بھی گنہگار اور سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس مسئلہ میں متاخرین نے تشدد کیا ہے اور صاف کہدیا ہے کہ حنفی اگر شافعی ہو جائے تو اُسکو تعزیر دینی چاہیئے۔ چنانچہ کتاب معیار الحق میں صفحہ ۶۳ پر لکھا ہے کہ بحر العلوم عبد العلی شرح مسلم میں فرماتے ہیں

فقیل لهم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال من مذهب الى مذهب آخر حتى شدد بعض المتاخرين المتكلفين وقالوا الحنفى اذا صار شافعيا يعزر وهذا التشريع من عن انفسهم الخ

اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ اگر حنفی مذہب شافعی اختیار کرلے تو اُسکی گواہی مقبول نہو گی اگرچہ عالم ہو۔ چنانچہ اُسی کتاب میں ہے کہ ملا علی قاری سم القوارض میں لکھتے ہیں ثم اغرب ايضا فى نقله انه لو انتقل حنفى الى الشافعى لم يتقبل شهادته وان كان عالما كما فى اخر الجواهر وهذا الحكم لا يجوز لمسلم ان يتفوه بمثله الخ

ایضاً مولوی اسمٰعیل نے تنویر العینین میں اسی کے قریب قریب ذکر کیا ہے۔

ایضاً تنویر الحق میں لکھا ہے "نقل کیا حموی نے بیچ شرح اشباہ والنظائر کے دنی الفتح قالوا ان

المنتقل من مذهب الی مذهب بالاجتهاد والبرهان اثم یستوجب التعزیر قبلا اجتهاد و برهان اولی انتہی بلفظہ۔

وجوب تقلید ائمہ اربعہ کی متعلق مخالفت

بعض علمائے اہلسنت ایسی تقلید کے جسکا اوپر بیان ہوا بالکل مخالف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بموجب احکام قرآن جناب رسول خدا کے سوا کسی اور کا قول بغیر دلیل کے مان لینا روا نہیں ہے۔ اور جھگڑے اور تنازعہ کے وقت اگر کوئی سوائے کلام اللہ یا قول رسول یعنی حدیث کے کسی غیر کے قول کی طرف رجوع کرے تو وہ حرام ہے۔ چنانچہ کتاب معیار الحق میں ہے کہ ابن حزم نبذ الکافیہ میں فرماتے ہیں التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ بلا برھان لقولہ تعالیٰ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالیٰ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباء نا وقال ما دحا من اتبع فقال و فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب وقال تعالیٰ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر۔

پھر اسی کتاب میں ہے کہ ابن حزم نے کہا ہے فلم یبح اللہ الرد عند التنازع الی احد دون القراٰن والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الیٰ قول قائل لانہ غیر القراٰن والسنۃ۔

پھر صاحب کتاب معیار الحق تتمہ قول ابن حزم میں یہ عبارت تحریر فرماتے ہیں وقد صح اجماع الصحابۃ کلھم اولھم عن اٰخرھم واجماع التابعین اولھم عن اٰخرھم واجماع تابعی التابعین اولھم عن اٰخرھم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد منھم الی قول انسان منھم او من قبلھم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ او جمیع اقوال مالک او جمیع اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد ولا یترک شیئا من اقوال من اتبع منھم الی قول غیرہ ولم یعتمد علی ما جاء فی القراٰن والسنۃ غیر صارف لذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ اولھا عن اٰخرھا

بیقین لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار المحدودۃ الثلثۃ وقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ہذہ المنزلۃ انتہی علی ما فی العقد الجید۔ فحینئذٍ لا سبب لمخالفۃ حدیث النبی الا النفاق خفی او حمق جلی ہ عقد الجید

(یعنی اس میں شک نہیں کہ سب صحابہ اور سارے تابعین اور تمام تبع تابعین ان ہر سہ گروہ کا اجماع اس امر کے ممنوع اور ممتنع ہونے پر صحیح ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی کسی ایک کے قول کی طرف جو ان میں سے ہو یا سابقین سے متوجہ ہو جائے یا اُسکے سارے قولوں کو اختیار کرلے تو جان لیا جائے کہ جو شخص ابو حنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد کے تمام قول اختیار کریگا اور اپنے امام کے کسی قول کو ترک نہ کریگا اور کسی کے قول پر توجہ نہ کریگا۔ اور جو کچھ قرآن اور حدیث میں آیا ہو اُسپر انسان معین کے قول کی طرف اُسکو بغیر پھیرے اعتماد نہ کریگا تو بہ تحقیق اُسنے اوّل سے آخر تک تمام امت کے اجماع کی بالیقین مخالفت کی۔ جس میں کسی طرح کا اشکال نہیں۔ اور وہ بے شبہ اپنی ذات کے لئے تینوں موصوفہ زمانوں میں کوئی بزرگ و امام نہ پائیگا۔ اور مومنین کے طریقہ سے باہر ہو جائیگا۔ (ابن حزم ان حضرات کی کیفیت تحریر فرما کر حالت مذکورہ سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اُسکے بعد شاہ ولی اللہ صاحب نے ابن حزم کی عبارت نقل کرنے کے بعد چند فقرے اپنی طرف سے لکھے ہیں کہ) حدیث رسول خدا کی مخالفت کا نفاق خفی یا حمق جلی کے سوا اور کوئی باعث نہیں)۔

پس معلوم ہوا کہ جو حضرات اہلسنت حنفی مالکی وغیرہ تنہا اپنے ہی امام کی پیروی کرتے ہیں اور دوسرے کی تقلید کو حرام جانتے ہیں۔ وہ جو آیات و احادیث اُنکے امام کے قول سے جداگانہ مطلب ظاہر کرتی ہیں اُنکی کھلم کھلا تردید کرتے ہیں یا اُنکے معانی و مطالب کو اپنے امام کے قول کی طرف زبردستی کھینچ تان کر لاتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ موافق بناتے ہیں۔ اور وہ سب ایک امر ناجائز پر مصر ہیں۔ اور فعل حرام کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اور اُنکا یہ فعل یقیناً اجماع امّت کے خلاف ہے۔ اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین تینوں کے زمانوں میں جنکی مدح و ثنا سے احادیث مملو ہیں اور کتابوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں اُن لوگوں کا نہ تو کوئی امام ہے نہ پیشوا ہے۔ اور اُنکا راستہ گویا طریقت اسلام سے مخالف ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کے لوگ یا تو چھپے منافق ہیں یا کھلے احمق۔ یہاں سے صاحبانِ فہم وادراک سمجھ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی بھی دراصل وہی حالت ہے جو حضرات صوفیہ کی ہے۔ اگر کچھ فرق ہے تو بس یہی ہے کہ وہ بڑے بھائی ہیں۔ اور یہ چھوٹے بھائی۔

مخالفت مقلّدین ائمہ اربعہ در باب اجماع صحابہ و اجماع علما

صاحب معیار الحق تحریر فرماتے ہیں قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلّد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابابکر وعمر امیری المؤمنین فله ان یستفتی اباهریرة ومعاذ بن جبل وغیرهما ویعمل بقولهم من غیر نکیر فمن ادعی رفع هذین الاجماعین فعلیه البیان۔ (یعنی اس امر پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ جو شخص اسلام لائے اُسکو اختیار ہے کہ علمائے دین میں سے جسکی چاہے تقلید کرے۔ اور صحابہ نے اسپر اجماع کیا ہے کہ جو شخص ابوبکر اور عمر سے جو اُنکے نزدیک امیر المومنین تھے فتوے لینا چاہے اُسکے لیے جائز ہے کہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہما سے بھی بے کراہت استفتا لیلے۔ اور اُنکے قول کے مطابق عمل کرلے۔ پس جو شخص ان دونوں اجماعوں کے رفع کرنیکا دعوے کرے اُسکو اُسکا بیان لازم ہے)

اُسی کتاب میں فتاوائے مولوی حیدر علی ٹونکی سے یہ عبارت کی گئی ہے "بر اہل علم مخفی نیست کہ از صحابۂ کرام چند صحابہ معدود مجتہد بودند وباقی ہمہ مقلّد۔ ہذا اکثر و بیشتر از اینہا تقلید یکسی معین از صحابی مجتہد لازم نہ گرفتہ بودند۔ بازاگر کسی مقلد یک کس معین اتفاقاً می بود این تقلید خاص را بالخصوص واجب ولازم نمی دانست کہ خلاف اجماع صحابہ بود۔ بلکہ تقلید دیگرے ہم جائز می دانست پس این مردم بیباک کہ خود ہا را باوجود بے علمی از اہل علم می نمایند۔ آنچہ لفظاً ومعنیً لامذہب قرار دادہ اند در اکثر صحابہ باعتبار عمل ودر جمیع صحابہ باعتبار اعتقاد جوازش متحقق بود۔"

ان دونوں مذکورۂ بالا قولوں سے چند باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اول تو مقلدین مذاہب اربعہ کی اجماعِ امت اور اجماعِ صحابہ سے مخالفت۔ دوسرے اِن مقلدین کے قول سے صحابہ کا لامذہب ہونا۔ اور دوسرے قول سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اہلسنت جو تمام اصحاب کو بموجب حدیث اصحابی

کالنجوم باھم اقتدیتم اھتدیتم مقتدے اور پیشوا جانتے ہیں حرفِ مہمل اور گمانِ بے اصل ہے۔ اور یہ حدیث بھی بناوٹی اور رسول خدا پر بہتان بندی ہے۔ اس لیئے کہ صرف چندہی آدمی تو قابلِ اقتدا۔ اور باقی سب کے سب اُنکے پیرو مانے گئے ہیں۔ پس مقلد کی اقتدا کس طرح باعث اہتدا ہوسکتی ہے۔

مقلدین کا اپنے امام کی تقلید کے سوا دوسرے امام کی تقلید کو ممنوع اور ناجائز جاننے کی سبب سے حرام کو واجب سمجھنا

ایسی تقلید کی نسبت صاحب معیار الحق لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے رسالہ قولِ سدید میں لکھا ہے اعلم ان اللہ لم یکلف اللہ احد امن عبادہ بان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمداً (یعنی خدا نے اپنے بندوں میں سے کسی کو یہ تکلیف نہیں دی کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو۔ بلکہ تمام بندوں پر یہ واجب فرمایا ہے کہ جس شریعت کے ساتھ جناب محمد مصطفےٰ مبعوث ہوئے ہیں اُسپر ایمان لائیں)۔

اور مولوی اسمٰعیل تنویر العینین میں لکھتے ہیں وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتیٰ منعوا الاجتہاد ومنعوا تقلید غیر امامہ فقط اسکی تشریح میں صاحب معیار الحق ضیافۃ الناس سے نقل فرماتے ہیں کہ سید شریف نے حکمۃ العین کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ اولادِ رسول اللہ۔ ایک جسمی۔ وہ ساداتِ کرام ہیں۔ اُنپر صدقہ زکوٰۃ حرام ہے۔ دوسری اولاد روحی۔ وہ علمائے عظام ہیں۔ اُنپر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام ہے۔ بااین ہمہ تعجب ہے کہ ان لوگوں نے تقلید میں غلو کیا ہے اور حد سے باہر نکل گئے ہیں۔ اور شخص معین کی تقلید کرنے میں تعصب کیا ہے۔ یہاں تک کہ اجتہاد سے منع کیا۔ اور اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کو بھی ممنوع قرار دیا۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ نے اپنے امام کی تقلید کو واجب اور دوسرے امام کی تقلید کو ناجائز قرار دیا ہے پس ہر فرقہ دوسرے تین فرقوں کے نزدیک حرام کا واجب جاننے والا اور اسپر مصر قرار پایا اور ان چاروں فرقوں کا حال انہی کے اقوال نے کھولدیا ہے

عمر بھر ایک ہی امام کی تقلید پر قائم رہنے سی حرام کا مرتکب ہونا

صاحب معیار الحق اپنی کتاب کے صفحہ ۷۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "وہ شخص جسنے التزام کر رکھا ہو کہ میں تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی تقلید کرونگا۔ شافعی یا مالک کی تقلید ہرگز نہیں کرونگا تو وہ کسی نہ کسی دن گناہ میں مبتلا یا کسی فرض کا تارک بھی ہوجائیگا مثلاً ایک عورت ہو حنفیہ جوان اور مشتہات اور اسکا خاوند مفقود الخبر ہو اور عرصہ چار برس کا گزر گیا ہو اور اسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا کے صادر ہونیکا خوف غالب ہو تو دیکھو اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کے مذہب میں کوئی علاج نہیں وہ تو یہی فرماتے ہیں کہ نوّے برس تک خاوند کی منتظر رہے۔ تو وہ خواہ مخواہ زنا میں مبتلا ہو وہی گی اور اگر التزام نہوتا تو بیشک زنا سے بچ جاتی کہ امام مالک کے مذہب میں اُسکی دوا یعنی تجویز نکاح کی بعد چار برس کے موجود ہے۔ ایسا ہی ایک شخص حنفی کو سفر میں ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر و عصر کی اپنے اپنے وقتوں میں ادا نہیں کرسکتا۔ اور اُسکو التزام تھا کہ شافعی مذہب کی تقلید نہیں کریگا اور جمع بین الظہر والعصر نہ کریگا تو وہ بیشک ایک نماز کو ان دونوں میں سے قضا ہی کریگا۔ اور اگر اُسکو التزام حنفیت کا نہوتا تو بے تامّل دونوں نمازوں کو شافعی مذہب کے بموجب جمع کرکے پڑھتا۔ اور ترکِ فرض سے محفوظ رہتا۔"

باوجود اس پابندی کے کہ ہر فرقہ کو اپنے اپنے امام کی تقلید کا التزام ہے اور امام دیگر کی تقلید حرام جانتے ہیں لیکن بفحوائے **یقولون ما لا یفعلون** یہ سب التزام محض برائے نام ہی نہیں دیکھتے تھے کہ اُسپر عمل کرنیکا بھی التزام کیا جاتا ہے۔ بلکہ بہت سی مثالیں ایسی پیش نظر ہیں جو اس بات کو ظاہر کر رہی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی دنیوی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے تو امام معین کی تقلید اُٹھا دیجاتی ہے۔ چنانچہ امام سید شرف علی سمہودی نے ایک حکایت کتاب الخادم سے نقل کی ہے اور صاحبِ معیار الحق نے اُسکو اپنی کتاب میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے ان الامام الطرطوسی حکی انه اقیمت صلوٰۃ الجمعة وهم القاضی ابو الطیب الطبری بالتکبیر فاذا طائر قد ذرق علیه فقال انا حنبلی ثمّ احرم ودخل قلت ومعلوم انّه انّما کان شافعیًا

يتجنب الصلوٰة بزرق الطائر (یعنی امام طرطوسی نے حکایت کی ہے کہ نماز جمعہ کی اقامت ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر کا قصد کیا۔ کہ یکایک ایک پرندے نے اُسپر بیٹ کر دی (قاضی صاحب نے جب دیکھا کہ اگر اسوقت تطہیر کی تدبیر کرتا ہوں تو جمعہ کی امامت جس سے لوگوں کی نظر میں وقعت ہے جاتی رہیگی) فرمادیا کہ میں حنبلی ہوں۔ یہ فرماکر نماز شروع کر دی حالانکہ قاضی صاحب شافعی تھے اور جانور کی بیٹ سے آلودگی کی حالت میں نماز سے اجتناب کرتے تھے۔

پھر وہی امام سید شریف علی سمہودی کتاب خادم سے نقل فرماتے ہیں ان القاضي اباعاصم العامري كان يفتي على باب مسجد القفال والمؤذن المغرب فترك ودخل المسجد فلما رآه القفال امر المؤذن ان يثني الاقامة وقدم القاضي فتقدم وجهر بالبسملة مع القراءة واتى بشعار الشافعية في صلوته ومعلوم ان القاضي اباعاصم يصلي قبل لشعار مذهبه فلم يمنعه سبق عمله بمذهبه في ذلك (یعنی قاضی ابو عاصم عامری مسجد قفال کے دروازے پر فتوے دے رہا تھا۔ اور مؤذن مغرب کی اذان دیتا تھا۔ قاضی اپنا کام چھوڑ کر مسجد میں آیا۔ جب ہی قفال نے انکو دیکھا تو انہی کی خاطر قاضی اپنے مذہب کے خلاف مؤذن کو حکم دیا کہ قاضی صاحب کے موافق فصول اقامت کو دو دو بار کہے اور قاضی کو امام بنایا۔ جب یہ امام ہے تو انہوں نے اپنے مذہب کے خلاف قفال کی خاطر سے اُسکے مذہب کے موافق بلند آواز سے بسم اللہ کہی۔ اور قراءت بھی کی۔ اور شافعیہ کا طریقہ اپنی نماز میں لائے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ قاضی صاحب پہلے اپنے مذہب کے موافق نماز پڑھا کرتے تھے) اور کتاب رد المحتار میں لکھا ہے ليس على الانسان التزام مذهب معين وانه يجوز له العمل بما يخالف ما عمله على مذهبه مقلدا فيه غير امامه مستجمعا شروطه ويعمل بامرين متضادين في حادثتين لا تعلق لواحدة منهما بالاخرى۔ وقال ايضا ان له التقليد بعد العمل كما اذا صلى ظانا صحتها على مذهبه ثم تبين بطلانها في مذهبه وصحتها على مذهب غيره فله تقليده ويجتزي بتلك الصلوة (یعنی انسان کو مذہب معین کا التزام لازم نہیں ہے اور اسکے لئے جائز ہے کہ سوائے اپنے امام کے وہ مذہب کی

تقلید کرکے وہ عمل بجالائے جو اُس عمل کے مخالف ہو جو اپنے مذہب کے موافق بجالایا تھا اور اُسی دو امروں پر جو ایک دوسرے کی ضد ہوں عمل کرنا درست ہے۔ اور عمل کرکے بھی دوسرے کی تقلید کا اختیار حاصل ہے۔ یہان تک کہ اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے موافق صحیح گمان کرکے نماز ادا کرے پھر اُسکے مذہب کے موافق اُس نماز کا باطل ہونا اور دوسرے مذہب میں اُس نماز کا صحیح ہونا معلوم ہو تو وہ دوسرے کی تقلید کرکے اسی نماز پر اکتفا کر لینے کا اختیار رکھتا ہو)۔
اور فتاوائے مولوی حیدر علی ٹونکی سے معیار الحق میں منقول ہے "ونیز متاخرین علمائے حنفیہ تحلیف شہود گردانیدہ اند وقضاۃ امصار و دیار بر این عمل می کنند باآنکہ در ہر چہار مذہب تحلیف شہود ناروا ست"۔

اور صاحب معیار الحق اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں "اور کہا مولانا المحقق ابن الملا فروخ المکی الحنفی نے قول سدید میں وکذلك مسئلة الامام ابی یوسفؒ لما صلی بالناس الجمعة واخبر بوجود فارة میتة فی ماء الحمام الذی اغتسل منه للجمعة فقال یاخذ بقول اخواننا من اهل المدینة اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا قال فی المحیط البرهانی والفتاوی الظهیریة ولم یکن ذلك مذهبه الخ" (یعنی امام ابو یوسف جسوقت نماز جمعہ پڑھا چکے اور اُنکو معلوم ہوا کہ جس حمام میں جمعہ کا غسل کیا تھا اُسکے پانی میں مرا ہوا چوہا پڑا تھا تو ارشاد کیا کہ ہم اپنے مدینہ میں رہنے والے بھائیوں کا قول اختیار کرتے ہیں۔ کہ جب پانی بقدر قلتین جمع ہو تو نجس نہیں ہوتا۔ اور کتاب محیط برہانی اور فتاوائے ظہیریہ میں منقول ہے کہ یہ مذہب امام صاحب کا نہیں تھا۔

صاحب معیار الحق نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ "شیخ الاسلام عطا ابن حمزہ نے عمدہ میں فرمایا ہے یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذهب لیبطل النکاح اذا کان بشهادة الفسقة وللحنفی ان یفعل ذلك وهی مسئلة القضاء علی خلاف مذهبه (یعنی قاضی کو اپنے مذہب کے برعکس حکم دینا جائز ہے کہ اگر نکاح فاسقوں کی گواہی سے ہوا ہو تو شافعی کے پاس بھیجے تاکہ وہ اُس نکاح کو باطل کر دے۔ اور حنفی کو خود بھی اُس نکاح کو باطل کر دینے کا اختیار حاصل ہے۔ اور یہ مسئلہ اپنے مذہب کے خلاف حکم دینے کا ہے} اور مجموع الفوائد میں بھی

اسی طرح لکھا ہے :۔

کتاب معیار الحق میں ہے کہ "شرح آئینہ جمالی میں نقلاً عن جامع الفتاویٰ مذکور ہے افتی علماء العراق وماوراء النہر علی قول مالک والشافعی فی سبعۃ مسائل منہا تفریق امرأۃ الغائب باربع سنین الخ (یعنی عراق اور ماوراء النہر کے حنفی عالموں نے مالک اور شافعی کے اقوال کے مطابق سات مسئلوں میں فتوے دیا ہے۔ ازانجملہ یہ ہے کہ مفقود الخبر کی زوجہ کو چالیس برس میں جدا کردینا) اور فتاوائے حسب المفتین میں لکھا ہے کہ مسئلہ نکاح زن مفقود میں امام مالک کے قول پر حنفیوں نے عمل کر رکھا ہے۔ چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کے درباب نکاح زوجۂ مفقود کے فرمایا ہے قول مالک معمول بہا فی ہذہ المسئلۃ و ہو احد قولی الشافعی ولو افتی بہ الحنفی یجوز فتواہ"۔

صاحب معیار الحق لکھتے ہیں کہ فتاوائے بزازیہ میں لکھا ہے ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوٰۃ بالخطاء فیہا اخذ ابمذہب الشافعی نقلہ العلامۃ خاتم المتاخرین ابن نجیم فی بعض رسائلہ فی الوقف ونقل الفہامۃ ایضاً فی القول السدید جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ خوارزم کے بعض حنفی عالموں کا قول ہے کہ سورۂ فاتحہ میں غلطی ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوجاتی۔ اور اس بارے میں مذہب شافعی اختیار کیا ہے۔ اور قول سدید میں بھی اسی طرح ہے۔

اسی کتاب یعنی معیار الحق یہ بھی مسطور ہے کہ شیخ عبدالحق دہلوی کتاب تحصیل التوف میں فرماتے ہیں ونقل عن الخانیۃ فی مسئلۃ تعلیق الطلاق بالتزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحادثۃ اذا استفتی عدلاً من اہل الفتویٰ فافتی ببطلان الیمین وسعہ ان یاخذہ بفتواہ ویمسک المراءۃ فان تزوج اخریٰ بعدہا وقد حلف بطلاق کل امراءۃ تزوجہا فاستفتی فقیہا اخر مثلہ فافتاہ بصحۃ الیمین بوقوع الطلاق المضاف الیہ بالتزوج فانہ یمسک الاولیٰ ویفارق الثانیۃ وہذا کلہ دلیل علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الیٰ فقیہ وانیکون الشخص حنفی المذہب فی مسئلہ وشافعی المذہب فی اخریٰ ولا یجب تقلید امام بعینہ (یعنی جو شخص طلاق کو

نکاح کے ساتھ معلق کرے یعنی کہے کہ جسوقت نکاح کریگا اُسکی بی بی طلاق پائیگی۔ اس بارے میں ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ یہ شخص جب عقد کرے اور کسی مفتی عادل سے فتوے مانگے اور وہ (ابو جب مذہب شافعی) فتوے دے کہ قسم باطل ہے تو اُس شخص کو اُسکے فتوے کو اختیار کرکے اپنی بی بی کو زوجیت میں رکھنے کی گنجائش ہے۔ پھر اُسکے بعد اگر دوسری عورت سے نکاح کرے حالانکہ حلف کرچکا تھا کہ جس عورت سے نکاح کریگا وہ طلاق پائیگی اور ویسے ہی کسی اور مجتہد سے استفتا کرے اور (ابو حنیفہ کے قول کے موافق) وہ قسم صحیح ہونے اور نکاح سے طلاق واقع ہوجانیکا فتوے دے پس وہ شخص پہلی زوجہ کو رکھکر دوسری سے مفارقت کرے۔ یہ تمام اس امر کی دلیل ہے کہ ایک مجتہد سے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک شخص کسی مسئلہ میں حنفی اور کسی مسئلہ میں شافعی ہو۔ اور امام معین کی تقلید واجب نہیں۔ اور یہ روایت ذخیرہ اور فتاوٰی رستم اور قول سدید وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

قول مولف - ان روایتوں کو دیکھکر جو اکابر علمائے اہلسنت نے اپنی اپنی معتبر کتابوں میں نقل فرمائی ہیں طبیعت میں سخت اُلجھن پیدا ہوتی ہے۔ اور اس فرقہ اہلسنت والجماعت کے مذہبی اصول کا پتہ چلتا ہی نہیں اور یہ راز سربستہ کسی طرح کھلتا ہی نہیں۔ بھلا عقل سلیم کب مان سکتی ہے کہ ہر شخص اسکا مجاز ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں جب چاہے ایک امام کی تقلید کرے اور جب چاہے اُسے چھوڑکر دوسرے کے دامن سے لپٹ جائے غرض جیسا موقع ہو اور جس صورت میں اپنا ذاتی فائدہ متصور ہو کرگزرے۔ اور اس طریق میں قدم ہمت بڑھاکر کبھی حلال کو اپنے اوپر حرام اور کبھی حرام کو حلال کرتا رہے۔ کیونکہ صدہا مسائل ایسے موجود ہیں جنہیں ایک امام جائز اور مباح بتا رہا ہے اور دوسرا اُنہی پر ممنوع اور حرام مطلق ہونیکا فتوے لگا رہا ہے۔ اور بعض علما نے تو اس میدان کو اسقدر وسیع کیا ہے کہ باید و شاید۔ ہر شخص کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہے تو ایک ہی مسئلہ اور ایک ہی وقت میں چند مذہبوں کے موافق عمل کرسکتا ہے جسطرح مسئلہ نکاح ہے چنانچہ صاحب معیار الحق تحریر فرماتے ہیں کہ "شرح مسلم بحر العلوم میں ہے وما اورد انه علی قد یر جواز الاخذ بکل مذهب احتمال وقوع الخلاف المجمع علیه اذ ربما یکون المجموع الذی یعمل به ثم لم یقل به احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق

للاتباع بقول الامامين ابی حنیفة والشافعی رح ولاشهود اتباعًا بقول الامام مالك ولا ولی علی قول امامنا ابی حنیفة فهذا النکاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء الشهود اما عند غیرنا فلانتفاء الولی فاقول مندفع لعدم اتحاد المسئلة وقد من الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکون اذا اتحدت المسئلة حقیقة او حکما فتدبر ولانه لو تم لزم استفتاء مفت بعینه والا لاحتمل الوقوع جسکا حاصل مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص چند مذہبوں کے موافق عمل میں لائے اور مجموع عمل سب مذہبوں کے خلاف ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے ابو حنیفہ اور شافعی کی پیروی کرکے بلا مہر اور مالک کے اتباع سے بغیر گواہوں کے اور ابو حنیفہ کی تقلید میں بغیر ولی کے نکاح کیا تو ایسا نکاح بالاتفاق باطل ہے۔ حنفیوں کے نزدیک تو اس واسطے کہ گواہ نہیں۔ اور اوروں کے نزدیک اس وجہ سے کہ اُس میں ولی نہیں۔ اور اس نکاح کے صحیح ہونیکی یہ وجہ ہے کہ یہاں ایک مسئلہ نہیں ہے۔ اور تیسرا قول جب باطل ہوتا ہے کہ مسئلہ ایک ہو۔ اور بعضوں نے مسئلہ کا ایک ہونا تسلیم کر رکھا ہے۔ اور نکاح کو صحیح مانا ہے۔ جیسا کہ کتاب معیار الحق میں لکھا ہے کہ "اسی طور پر بعض محققین نے صورتِ نکاح بلا صداق و بلا ولی و بلا شہود کو بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کے بھی درست کہا ہے۔ چنانچہ سید بادشاہ تحریر فرماتے ہیں واعترض علیه ان بطلان الصورة المذکورة عندهما غیر مسلّم فان مالکا مثلا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان نکاحه باطل ولم یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم الشهود ان نکاحه باطل"۔ (یعنی اس لئے صحیح ہوگا کہ مثلاً مالک نے یہ نہیں کہا کہ جو شخص مہر نہونیکے باب میں شافعی کی تقلید کریگا تو اُسکا نکاح باطل ہوگا۔ اور شافعی نے یہ نہیں کہا کہ جو گواہ نہونے کے بارے میں مالک کی پیروی کریگا اُسکا نکاح صحیح نہوگا۔

اس جگہ ہمنے ہر چند اپنی پوری عقل لڑادی مگر بجز اسکے کہ ان مجتہدوں اور اماموں نے اپنے مقلدین اور ماموین میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرکے اُسکا رواج قائم کردیا کوئی معقول اور دل لگتی بات اسوقت تک سمجھ میں نہ آئی۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ ایسے ہی پیچیدہ اور اہم علمی مسائل اجتہادیہ ہیں جو بغیر اُسی مجتہد کے جسنے فتوے دیا دوسرا سمجھ ہی نہیں سکتا۔

حسب تصریح علمائے اہلسنت مقلدین ائمۂ اربعہ کا مشرک نصرانی اور مطیع شیطان ہونا۔

صاحب معیار الحق مولوی اسمٰعیل کی کتاب تنویر العینین سے نقل فرماتے ہیں ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبۃ من الشرک کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول اللہ عن قولہ تعالی (اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ) فقال انکم حللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا (یعنی کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ شخص معین کی تقلید کا انتظام کس طرح جائز ہے باوجود اسکے کہ جناب رسول خدا سے جو حدیثیں منقول ہیں وہ اُس امام کے قول کے برخلاف صریح دلالت کرتی ہیں جسکی تقلید کی جاتی ہے۔ اور اُن حدیثوں کی طرف رجوع ممکن ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر مقلد اپنے امام کے قول کو ترک نہ کرے تو اُس میں شرک کا شائبہ ہے۔ چنانچہ ترمذی کی حدیث اُسپر دلالت کرتی ہے جو عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ اُسنے جناب رسول خدا سے آیۂ وافی ہدایۂ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ کی نسبت سوال کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے عالموں اور راہبوں نے حلال و حرام قرار دیدیا تمنے بھی اُسی کو حلال و حرام قرار دے لیا) اسکے بعد تھوڑے فاصلہ پر کہا ہے فعلم من ھذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علی خلافہ دلائل من السنۃ والکتاب یاول الی قولہ شوب من النصرانیۃ وحظ من الشرک والعجب من القوم لا یخافون من مثل ھذا الاتباع بل یخیفون تارکہ فما احق ھذہ الآیۃ فی جوابھم (وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون) فتدبر وانصف ولا تکن من الممترین ونعوذ باللہ ان نکون من المتعصبین (یعنی اس سے معلوم ہوا کہ شخص معین کی اس طرح پیروی کرنا کہ اُسکے قول سے تمسک کیا جائے اور

اُسکے برخلاف اگر قرآن واحادیث سے دلیلیں ثابت ہوں تو اُنکی اُسکے قول کے موافق تاویل کریں تو اس میں شک نہیں کہ ایسی پیروی میں نصرانیت کی آمیزش اور شرک کا حصّہ ہے۔ اور لوگوں سے تعجب ہے جو ایسی پیروی سے نہیں ڈرتے بلکہ جو شخص اس پیروی کو چھوڑ دیتا ہے اُسپر جور وستم کرتے ہیں۔ اُنکے جواب میں یہ آیت کیا خوب سزاوار ہے و کیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ مالم ینزّل بہ سلطانا فایّ الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون (میں کس طرح اُسکا خوف کروں جو تمنے شریک قرار دیا ہے اور تم نہیں ڈرتے ہو کہ تمنے خدا کے ساتھ اُسکو شریک ٹھہرایا ہے جسکے لئے کوئی حجّت اُسنے تمپر نازل نہیں فرمائی تو کونسا فریق دونوں فریقوں میں امن کے واسطے زیادہ سزاوار ہے اگر تم جانتے ہو) یہ لکھکر مولوی صاحب نے مخاطب کو تدبر اور انصاف اور شک نہ کرنیکی ہدایت کی ہے اور تعصّب سے خدا کی پناہ مانگی ہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ تقریر وقعت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے جس میں تعصّب کو دخل نہیں دیا گیا۔ اور قرآن وحدیث کے ساتھ مدلّل رائے قائم کردی کہ چاروں فرقوں میں نصرانیت اور شرک موجود ہے۔

اور صاحب معیار الحق اپنی کتاب میں تفسیر نیشاپوری سے آیۂ وافی ہدایہ (اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا مّن دون اللہ (بنی اسرائیل نے اپنے عالموں اور راہبوں کو بدون خدا کے مالک اور رب قرار دیا) کی تفسیر کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں اختلفوا فی معنی اتخاذھم ایاھم اربابا بعد الاتفاق علی انّہ لیس المراد انھم جعلوھم الھۃ فقال اکثر المفسرین المراد انھم اطاعوھم فی اوامرھم ونواھیھم ونقل عن عدی بن حاتم کان نصرانیا فانتھیٰ الی النبی وھو یقرء سورۃ براءۃ فلمّا وصل الی ھذہ الآیۃ قال عدی انا لسنا نعبدھم فقال الیس تحرمون ما احل اللہ وتُحِلّون ما حرّم اللہ فقلت بلیٰ فقال تلک عبادتھم۔ قال الرّبیع قلت لابی العالیۃ کیف کانت الرّبوبیّۃ فی بنی اسرائیل فقال انھم ربّما وجدوا فی کتاب اللہ مایخالف قول الاحبار والرّھبان فکانوا یاخذون باقوالھم وکانوا

لایقبلون حکم اللہ تعالیٰ قال العلماء انما یلزم تکفیر الفاسق بطاعۃ الشیطان خلاف ما علیہ الخوارج لان الفاسق وان کان یقبل دعوۃ الشیطان الا انہ یلعنہ ویستخف بہ بخلاف اولٰئک الاتباع المعظمین (یعنی بالاتفاق اس مقام پر یہ تو مراد نہیں کہ اُنہوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو معبود ٹھہرایا تھا اور اُنکی عبادت کرتے تھے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ پھر کیا مراد ہے۔ اکثر مفسروں کے نزدیک یہ مراد ہے کہ اُنہوں نے اوامر ونواہی میں اپنے عالموں اور راہبوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ عدی بن حاتم سے جو نصرانی تھا منقول ہے کہ جب وہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؐ اُسوقت سورۂ برائت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے تو عدی نے عرض کی کہ ہم تو اُنکی عبادت نہیں کرتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم اپنے عالموں اور راہبوں کے کہنے سے خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام اور اُسکے حرام کئے ہوئے کو حلال نہیں کرتے؟ عدی نے اس بات کو تسلیم کیا۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ یہی اُنکی عبادت ہے۔ ربیع کہتا ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل میں ربوبیت کی کیا کیفیت تھی؟ اُسنے جواب دیا کہ وہ اکثر کتبِ خدا میں وہ احکام پاتے تھے جو اُنکے عالموں اور راہبوں کے قول سے مخالف ہوتے تھے۔ بااینہمہ وہ اُنکے اقوال اختیار کرتے تھے۔ اور خدا کے حکم کو نہ مانتے تھے۔ علماء نے کہا ہے کہ فاسق کی تکفیر بہ سبب اطاعت شیطان کے مذہب خوارج کے برخلاف اس سبب سے لازم نہیں کہ فاسق اگرچہ شیطان کا کہنا مانتا ہے لیکن اُسپر لعنت کرتا ہے اور اُسکو ذلیل سمجھتا ہے برخلاف ان تابعین معظمین کے کہ یہ شیطان کا کہنا مانتے ہیں اور اُسکو اچھا بھی جانتے ہیں۔ اسواسطے اُنکی تکفیر لازم ہے۔

یہی حالت تابعین فقہائے مقلدین کی ہے جو اپنے اپنے اماموں کی تقلید کو واجب جانکر اُسمیں اصرار اور ردّ وکدّ کرتے ہیں۔ اور جو آیتیں اور حدیثیں اُنکے اماموں کے اقوال سے مخالفت رکھتی ہیں اُنکو تاویلاتِ باطلہ سے رد کرکے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر دیدہ و دانستہ ان اماموں نے حکمِ خدا و رسولؐ کے خلاف اجتہاد کیا ہے تو اُنکے ساتھ اُنکے مریدوں اور پیروؤں کا دین ومذہب بھی برباد ہوتا ہے۔ اور یہ امام دھلنا م

أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ کے مصداق ہیں۔ اور اگر بجہالت ولاعلمی اُنہوں نے مخالفت خدا و رسولؐ میں خطا کی ہے تو ایسی صورت میں وہ خود تو خدا کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ معاف کر دئے جائیں مگر اُنکے مقلدین جو عمداً اور جان بوجھکر اُنکی تقلید پر مصر ہیں یقیناً شیطان کے مطیع اور فرمانبردار ہونگے۔ اور بروز قیامت آتش جہنم سے ہرگز ہرگز مفر نہ پاسکینگے۔

ائمہ اربعہ پر اجتہاد مطلق اور نسفی صاحب کنز پر اجتہاد فی المذہب تمام ہوجانیکا بطلان

حضرات اہلسنت والجماعت کے فقہاء و مقلدین کا یہ عقیدہ ہے کہ اجتہاد مطلق فی الدین ابو حنیفہ مالک۔ شافعی اور احمد حنبل ان چار اماموں پر تمام ہوگیا اور یہی سبب ہے کہ پانچواں فرقہ اہلسنت والجماعت میں جو شریعت محمدیؐ کی پیروی کا مدعی ہو نہیں پایا جاتا۔ اور اجماع نے تمام امت محمدی پر واجب کر دیا ہے کہ انہی چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید اختیار کریں پانچویں بزرگ علاوہ ائمہ اربعہ کے نسفی صاحب کنز ہیں۔ یہ مجتہد فی المذہب ہیں۔ مجتہد فی الدین نہیں۔ اور انکا مرتبہ بعد ائمہ اربعہ کے سب سے برتر اور عالی سمجھا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بعد ان پانچ بزرگوں کے نہ تو کوئی مجتہد مطلق ہوا نہ مجتہد فی المذہب۔ اور نہ تا بہ قیام قیامت پیدا ہوگا۔ بعض علمائے اہلسنت نے اس عقیدے کی تردید فرمائی ہے۔ چنانچہ صاحب معیار الحق اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں دو عبارتیں ایک تو نظام الدین لکھنوی کی شرح سُلّم سے اور دوسری بحر العلوم عبد العلی کی شرح سُلّم سے نقل فرماتے ہیں۔ لکھا ہے کہ۔

(۱) شرح سُلّم میں مولانا نظام الدین لکھنوی نے فرمایا ہے اعلم ان بعض المتعصبین قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة اربعة ولم يوجد مجتهد في المذهب بعده وهذا غلط ورجم الغيب فان سئل من اين علتم هذا لايقدرون على ايراد دليل اصلا۔ ثم هو اخبار الغيب وتحكم على قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم ان لايوجد الى يوم القيمة احد يتفضل الله عليه نبيله مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه التعصبات (یعنی جان لو کہ بعض متعصب یہ کہتے ہیں کہ اجتہاد مطلق ائمہ اربعہ پر ختم ہوگیا اور مجتہد مطلق اُنکے بعد پیدا نہوگا۔ اسی طرح اجتہاد

فی المذہب علامہ نسفی صاحبِ کنز پر ختم ہوگیا۔ اور مجتہد فی المذہب نہ ہوا۔ نہ آئندہ ہوگا۔ اور یہ بات غلط اور رجم بالغیب ہے۔ اور اگر ان لوگوں سے سوال کیا جائے کہ تمنے یہ بات کہاں سے معلوم کی تو کوئی دلیل نہ لاسکینگے۔ پھر یہ کہنا غیب کی خبر دینا ہے۔ اور ذات باریتعالےٰ پر تحکم کرنا ہے)۔

(۲) ایضًا بحر العلوم عبد العلی تحریر شرح مسلّم میں فرماتے ہیں ثمّ ان من النّاس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ النّسفی واختتم الاجتهاد به وعنوا الاجتهاد فی المذهب وامّا الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتّٰی اوجبوا تقلید واحد من هٰؤلاء علی الامّة وهٰذا كله هوس من هوساتهم لم یاتوا بدلیل ولا یعباء بكلامهم وانّما هم من الّذین حكم الحدیث انهم افتوا بغیر علم فضلّوا واضلوا ولم یفهموا ان هٰذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الّا اللّٰه تعم

اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ بحر العلوم عبد العلی فرماتے ہیں کہ یہ اُنکی ایک قسم کی دیوانگی ہے دیوانگی کی قسموں سے۔ اسپر کوئی دلیل نہیں لاتے۔ اور نہ اُنکی بات کسی اعتبار اور شمار میں ہے۔ اور یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنکے بارے میں حدیث کا حکم ہے کہ اُنہوں نے بغیر علم کے فتوٰے دیا۔ تو خود گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور اتنا نہ سمجھے کہ سب چیزیں غیب کی خبر دینے میں داخل ہیں اُن پانچ چیزوں کے متعلق جنکو بغیر خدا تعالےٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

اخبار اہلسنّت میں ہے کہ صاحبِ معیار الحق اسکی تائید و تصدیق میں کہتے ہیں۔ "ایک اُن میں سے جو بعد ائمہ اربعہ کے مجتہد مستقل ہوئے امام عالیمقام ابو ثور ہیں کہ تھے وہ ابتدا میں حنفی المذہب۔ پھر شافعی مذہب کو اختیار کیا۔ بعد اُسکے بذاتِ خود تبحر حاصل کرکے مجتہد مستقل فروع المذہب ہوئے اور بہت لوگ اُنکے مقلد ہوئے چنانچہ جنید بغدادی ابتدا میں اُنہی کے مقلد تھے۔ اور قرن خامس تک مقلدین اُنکے کثرت سے منتشر ہوئے۔ کذا فی اسماء الفقہا۔ اور ذہبی اور نسائی اور ابن جہاں اور نووی اور یافعی نے اسی طرح کہا ہے"۔ المختصر

بدسدن نامدہ چیزے بجز پریشانی	رضی بوادی تحقیق پا زدم ہر چند

فصل دوم

حضرات اہلسنّت کی معتبر کتب فقہیہ اور اُنکے مصنفین کا مختصر بیان

یہ تو معلوم ہو گیا کہ فرقۂ اہلسنّت والجماعت میں چار اشخاص جو مجتہد مطلق فی الدّین مانے گئے ہیں وہ ایسے صاحبان علم وفضل ہیں جنکی مثل کوئی اور نہ تو اسوقت تک پیدا ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔ اور ان چاروں اماموں میں ابوحنیفہ امام اعظم سمجھے جاتے ہیں اور انکا مرتبہ بمقابلہ باقی تین اماموں کے برتر واعلےٰ ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ فی زماننا دنیا بھر میں جہاں بھی دیکھا جاتا ہے اِنہی کے پیرودں اور مریدوں کی کثرت نظر آتی ہے۔ انکے مذہب نے یہانتک ترقی کی ہے کہ سلاطین ترکستان جنکو عموم اہلسنّت خواہ شافعی ہوں یا مالکی۔ چاہے حنبلی۔ بالاتفاق امیر المؤمنین اور خلیفة المسلمین جانتے ہیں اور امام واجب الاطاعت مانتے ہیں وہ سب حنفی المذہب ہی ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے ہم اسی مذہب کے اکابر علما اور اُنہی کی تصانیف معتبرۂ فقہ وحدیث کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور امید ہے کہ ناظرین خود غور فرمالینگے کہ جب اعلےٰ طبقہ میں ایسی کیفیت ہے تو ادنے اور پست طبقوں کے علمائے مصنفین اور اُنکی تصانیف کس پایہ پر ہونی چاہئیں۔

مقالۂ اوّل

کتب فقہیۂ حنفیہ کے بعض مصنفوں کا بیان

صاحب رسالۂ نافع کبیر منجملہ مجموعۂ رسائل عدیدہ مصنفۂ مولوی عبدالحی لکھنوی مطبوعۂ لکھنؤ تحریر فرماتے ہیں (السّابعة طبقة المقلّدین الّذین لا یقدرون علی ما ذکر ولا یفرقون بین الغث والسمین ولا یمیزون الشمال عن الیمین بل یجمعون ما یجدون کحاطب اللّیل انتہی) یعنی ایک فرقہ مقلّدین (مصنفین کتب فقہیہ مذہب حنفی) کا ایسا ہے جو اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور اُنکا یہ حال ہے کہ نہایت بے تمیزی سے لاغر اور فربہ میں فرق نہیں کرتے۔ جو کچھ ملے حاطب اللیل (رات میں خشک وتر ہر قسم کی لکڑیاں جمع کرنیوالے) کی طرح جمع کرلینے سے کام ہے۔

اسی رسالہ یعنی نافع کبیر میں قہستانی صاحب جامع الرّموز کی نسبت جو مجتار ۱۱۰ اور تمام ماور االنہ

میں مرجع فتوے تھے عصام الدین کا یہ قول درج ہے (قال المولی عصام الدین فی حق القهستاني انه لم یکن تلامذة شیخ الاسلام الهروي لا من اعالیهم ولا اداینهم وانما کان دلال الکتب فی زمانه ولا کان یعرف الفقه ولا غیره بین اقرانه ویؤیده انه یجمع فی شرحه هذا بین الغث والسمین والصحیح والضعیف من غیر تصحیح ولا تدقیق فهو کحاطب اللیل جامع بین الرطب والیابس فی اللیل (یعنی عصام الدین قہستانی کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ نہ تو وہ شیخ الاسلام ہروی کے اعلےٰ شاگردوں میں تھا نہ ادنےٰ میں۔ بلکہ اُسکے زمانہ میں کتابوں کی دلّالی کیا کرتا تھا۔ اور فقہ وغیرہ کچھ نہ جانتا تھا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی اس شرح میں نیک اور صحیح اور ضعیف بغیر تصحیح اور تدقیق کے جمع کرتا ہے تو وہ مثل اُس شخص کے ہے جو رات کو لکڑیاں جمع کرے اور خشک و تر کو نہ پہچانے) اور کتاب نافع کبیر ہی میں صاحب کشف الظنون کا یہ قول بھی تحریر ہے قال صاحب کشف الظنون عند ذکر شراح النقایه والمولی شمس الدین محمد الخراسانی القهستانی نزیل بخارا ومرجع الفتوی بها وجمیع ماوراء النهر المتوفی سنة اثنین وستین وتسع مأئة وهو اعظم الشروح نفعًا وادقها اشارة ورمزا کثیر النفع عظیم الوقع سماه جامع الرموز فرغ من تالیفه سنة احدی واربعین وتسع مائة ببخارا (یعنی صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ قہستانی بخارا اور تمام ماوراء النہر میں مرجع فتوے تھا۔ اور جامع الرموز کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ سب شروح میں نفع کی رو سے عظیم تر ہے۔ اور اشارے اور رموز کی راہ سے دقیق تر ہے۔ کثیر المنفعت ہے عظیم الوقعت ہے الیٰ آخرہ)

مقالۂ دوم

کتب فقہ و احادیث مذہب حنفیّہ کی کیفیّت

مولوی عبد الحی صاحب نافع کبیر میں تحریر فرماتے ہیں (واعلم ان المتاخرین قد اعتمدوا علی المتون الثلثة الوقایة ومختصر القدوری والکنز ومنهم من اعتمد علی الاربعة الوقایة والکنز والمختار ومجمع البحرین۔ وقالوا العبرة لما فیها

عند تعارض ما فیھا و فی غیرھا لھا عرفوا من جلالۃ قدر مؤلفیھا و التزامھم ایراد مسائل ظاہر الروایۃ والمسائل التی اعتمد علیھا المشائخ (یعنی متاخرین کے نزدیک تین کتابیں جو متن ہیں معتبر ہیں۔ وقایہ۔ مختصر قدوری اور کنز۔ اور بعضوں نے چار کتابیں معتبر قرار دی ہیں۔ وقایہ۔ کنز۔ مختار اور مجمع البحرین۔ اور کہا ہے کہ جب اِن کتابوں کے مسائل میں اور دوسری کتابوں کے مسائل میں تعارض واقع ہوگا اُسوقت انہی تین یا چار کتابوں کے مسائل کا اعتبار کیا جائیگا۔ کیونکہ ان کتابوں کے مصنف جلیل القدر ہیں۔ اور اُنہوں نے مسائل ظاہر الروایہ اور مسائل معتمدہ کے بیان کرنیکا التزام فرمایا ہے)

(**قول مولف**۔ روایت مذکورۂ بالا پر غور وخوض کرنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ سوائے دو کتابوں وقایہ اور کنز کے متاخرین کے نزدیک دنیا بھر کی کتب مذہب حنفیہ کے ساتھ مختصر قدوری اور مجمع البحرین بھی بے اعتبار کتابیں ہیں۔ مختصر قدوری تو اسلیے غیر معتبر ہے کہ جن لوگوں نے تین معتبر کتابیں بیان کی ہیں اُن میں مختصر قدوری کو شمار نہیں کیا۔ اور غیر معتبر سمجھا۔ اور جو لوگ چار کتابیں معتبر ہونیکے قائل ہیں وہ مختار اور مجمع البحرین کو اُن کتابوں میں شمار نہیں کرتے۔ لہذا مختصر قدوری اور مختار اور مجمع البحرین یہ تینوں کتابیں درجۂ اعتبار سے ساقط ہوگئیں۔ اور جب یہ کتابیں معتبر اور قابل عمل نہ ٹھہریں تو ضرور ہوا کہ اُنکے مصنف بھی غیر معتمد قرار پائیں۔

اب ان دو معتبر کتابوں یعنی وقایہ اور کنز میں وقایہ زیادہ معتبر سمجھی گئی ہے جو حسب تصریح اہلسنت ہدایہ کا منتخب ہے۔ اور ہدایہ کی نسبت شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادۃ میں اُس شخص کے جواب کے ضمن میں جو حنفی مذہب کو رائے پر مبنی ٹھہراتا ہے یوں لکھا ہے۔ "وکتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور و معتبر ترین کتابہاست نیز دریں وہم انداختہ چہ مصنف وے رح در اکثر بنائے کار بر دلیل معقول نہادہ واگر حدیثی آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفے نہ۔ غالباً اشتغال آں اوستاد در علم حدیث کمتر بودہ است"۔

اور اشرف بن طیب بن تقی الدین حیدر جرخی حنفی کا کلام جو فتح الباری میں منقول ہے شیخ عبدالحق

کے قول کی تائید کرتا ہے۔ اور اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تک حدیث کے لیئے اصول میں سند ثابت نہو وہ حدیث تمسّک اور قبول کے قابل نہیں ہوئی۔ اس لیئے کہ زندیقیوں اور بدعتیوں نے جو حدیثیں بنائی ہیں وہ لاکھ سے متجاوز ہیں۔ جیسے کہ پرکھنے والوں نے تصریح کی ہے۔ اور اگر کوئی شخص حدیث کو بعض کتب حنفیہ میں پائے تو وہ قابل اعتبار و شمار نہیں۔ اور لائق شمار کس طرح ہو جبکہ اکثر متاخرین فقہائے حنفیہ نے جو علمائے ماوراء النہر اور عراق اور خراسان سے ہیں اپنی حدیثوں کو جو کتب حنفیہ میں لکھی ہیں کسی اصل جلیل الشان کے اصول حدیث سے مستند نہیں کیا۔ یہاں تک کہ صاحب ہدآیہ کا بھی یہی حال ہے۔ جسپر حنفیہ کا دارومدار ہے۔ یہ امر اُن لوگوں پر ظاہر ہوگا جو ہدآیہ کی شرح جسکا نام فتح القدیر ہے اور شیخ امام حجۃ الحنفیہ محقق کمال الدین ابن الہمام کی تصنیف ہے دیکھیگا کہ اُسنے امام اعظم کے مذہب کی حمایت میں خوب خوب مبالغہ کیا ہے۔ اور اُن حدیثوں سے جو صحاح و سنن و غیرہما میں ثابت ہیں اس مذہب کی تائید کی ہے۔ اور باانیہمہ وقت تخریج احادیث ہدآیہ کے اکثر مقاموں میں تو یہ کیفیت ہوئی ہے کہ جو حدیث صاحب ہدآیہ نے ذکر کی ہے اُسکا لفظ اُسکو میسّر نہیں ہوا۔ اور بعض مقاموں میں تو اُسکو کچھ بھی بہم نہیں پہنچا۔ اُسکی اصل عبارت یہ ہے۔ حیث قال فی تنبیہ المؤمنان

ان الحدیث مالم یثبت لہ سند فی الاصول لایصلح التمسّک والقبول فان موضوعات الزّنادقۃ واھل البدع قد جاوزت مأتہ الف من الاحادیث کما صرح بہ النقاد ولو وجدہ واجد فی بعض کتب الحنفیّۃ فلیس بہ اعتداد کیف واکثر متاخری فقہائنا الحنفیّۃ من علمآء ماوراء النّھر والعراق والخراسان لم یسندوا احادیثہم التّی یذکرونھا فی کتب الحنفیّۃ الی اصل من اصول الحدیث الجلیل الشّان حتّی صاحب الھدایۃ التّی علیہ مدار رحی الحنفیۃ یظھر ذلک لمن راجع شرحھا الموسوم بفتح القدیر للشّیخ الامام حجّۃ الحنفیّۃ مولانا المحقّق کمال الدّین بن الھمام علیہ التّحیّۃ والکرام فانہ شکر اللہ مساعیہ قد بالغ فی حمایۃ مذھب الامام الاعظم ابی حنیفۃ الکوفی بتائیدہ بالاحادیث الثابتۃ الصّحاح والسّنن والمسانید والمعاجم ولم یتیسر لہ عند تخریج احادیث الھدایۃ فی اکثر المواضع الظفر بلفظ الحدیث

الذی ذکرہ صاحب الهدایة ولم یظفر فی بعضها بشئ اصلاً۔
اور تتمۂ سفیرِ ہند صفحہ ۶۲ میں مرقوم ہے " یہ وہی ہدایہ ہے جس میں موجود ہے کہ جو شخص ماں بہن سے نکاح کرکے صحبت کرے تو اُسپر حدِ شرعی نہیں آتی۔ اسلیے کہ کل بیٹیاں آدم کی اسی غرض کے لئے ہیں کہ اُنسے بچہ پیدا ہو اور یہ غرض محرمات میں بھی نکل سکتی ہے۔ اور یہ ہی شرح وقایہ ہے جس میں مضمون متعلق سوال دہم یعنی تحدید آب کثیر جو نجاست پڑجانے سے پلید نہو دہ در دہ سے منقول ہے۔ اور اسپر قیاس سے استدلال موجود جسکو بحر الرائق میں بایں الفاظ رد کردیا ہے ومافی شرح الوقایة فمردود بثلثة اوجه انتهٰی بلفظه "۔

اور کتاب کے غیر معتبر ہونیکی چند علامتیں اور وجہیں کتاب نافع کبیر میں مذکور ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے وتفصیل ذٰلك ان عدم اعتبار المؤلف یکون لوجوہ فمنها اعراض اجلة العلماء وائمة الفقهاء عن کتاب فانه اٰیة واضحة علی کونه غیر معتبر عندهم (یعنی کتاب کے نامعتبر ہونے کی ایک یہ وجہ ہے کہ بڑے بڑے عالم کسی کتاب سے اعراض کریں تو یہ صریح علامت ہے کہ وہ کتاب اُنکے نزدیک معتبر نہیں) اس میزان سے بھی ہدایہ غیر معتبر کتاب ہوگی۔ کتاب کے نامعتبر ہونیکی دوسری وجہ کتابِ مذکورۂ بالا میں یہ بیان کی گئی ہے کہ مصنف کے حال سے اطلاع نہو کہ آیا وہ فقیہ معتمد تھا یا ہر طرح کے اچھے بُرے مسئلے جمع کرلینے سے کام رکھتا تھا اگرچہ اُسکا نام معروف اور اُسکی رسم مشتہر ہو جیسے قہستانی کی جامع الرموز ہے کہ ہرچند یہ کتاب لوگوں میں متداول ہے مگر چونکہ اُسکا حال دریافت نہیں ہوا اس لیے یہ کتاب کتب غیر معتمدہ میں شامل کی گئی۔ اصل عبارت کتاب کی یہ ہے ومنها عدم اطلاع علی حال مؤلفه هل کان فقیها معتمدا ام کان جامعا بین الغث والسمین وان عرف اسمه واشتهر رسمه کجامع الرموز للقهستانی فانه وان تداوله الناس لما لم یعرف حاله انزله من درجة الکتب المعتمدة الی حیز الکتب الغیر

لکن المعتمد اھ۔

تیسری وجہ کتاب کے نامعتبر ہونکی یہ لکھی ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب میں ضعیف روایتیں اور شاذ مسئلے غیر معتبر کتا[بو]ں سے جمع کئے ہوں۔ اگرچہ اپنی ذات سے بڑا فقیہ تھا۔ جیسے

قنیہ ہے کہ اُسکا مصنف مختار بن محمود بن محمد ابوالرّجا نجم الدین زاہدی ہے۔ جو کبار ائمۃ اور اعیان فقہا سے تھا۔ اور اُسکو مذہب اور کلام اور مناظرہ میں ید طولےٰ ہے۔ اور اُسکی تصنیفات شائع اور مشہور ہیں۔ جیسے قنیہ اور شرح مختصر القدوری جسکا نام مجتبےٰ ہے اور رسالۂ ناصریہ اور کتاب زادالائمہ اور جامع اور حاوی وغیرہا۔ اور وہ باوجود اپنی جلالت کے نقل روایات میں تساہل کرتا ہے۔ اور صاحب کشف الظنون نے نقل کیا ہے کہ قنیہ اگرچہ کتب غیر معتبرہ سے اوپر ہے اور بعض علماء نے اُس سے نقل بھی کی ہے لیکن وہ علماء کے نزدیک ضعیف روایت کے ساتھ مشہور ہے۔ اور طحطاوی نے حواشی درمختار میں کہا ہے کہ جو کچھ قنیہ میں ہے کہ بروز عاشورا سرمہ کا ترک واجب ہے اُسپر اعتماد نہیں۔ اسلیے کہ قنیہ مذہب کی معتبر کتابوں میں سے نہیں ہے۔ اور اُس کتاب کی اصل عبارت یہ ہے ومنہا ان یکون مولفہ قد جمع فیہ الرّوایات الضعیفۃ والمسائل الشّاذۃ من الکتب الغیر معتبرۃ وان کان فی نفسہ فقیہا جلیلا کالقنیۃ فان مولّفہ مختار بن محمود بن محمّد ابوالرّجاء نجم الدّین الزاھدی الغزنینی کان من کبار الائمّۃ واعیان الفقہاء ولہ الید الباسطۃ فی المذھب والکلام والمناظرہ ولہ التّصانیف التی سارت بہ الرکبان کالقنیۃ وشرح مختصر القدوری المسمیٰ بالمجتبیٰ والرّسالۃ الناصریۃ ومن تصانیفہ کتاب زاد الائمۃ والجامع فی الحیض والحاوی وغیر ذٰلک وھو مع جلالتہ متساھل فی نقل الرّوایات ولنا قال المولی البرکلی علی ما نقلہ صاحب کشف الظّنون القنیۃ وانکانت فوق الکتب الغیر معتبرۃ وقد نقل عنہا بعض العلمآٰء فی کتبھم لکنّہا مشہورۃ عند العلمآٰء بضعف الرّوایۃ وقال الطّحطاوی فی حواشی الدّرالمختار فی باب ما یفسد الصّوم ما فی القنیۃ من الکحل وجب ترکہ یوم عاشوراء ویقول علیہ لان القنیۃ لیست من کتب المذھب المعتمدۃ انتھیٰ مخلّصًا۔

اِسی طرح صاحب نافع کبیر نے بہت سی کتابوں کا ذکر فرمایا ہے جو اکابر علماے اہلسنّت نے تصنیف وتالیف فرمائی ہیں اور وہ سب غیر معتبر سمجھی جاتی ہیں منجملہ اُنکے چند کتابوں کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

(د) قال ابن عابدین صاحب رد المختار فی تنقیح الفتاوی الحامدیة فی الکتاب اجارة الحاوي للزاهدي مشهور بنقل الرّوایات الضّعیفة وکذا قال ابن وهبان وغیرہ بانّه لاعبرة لمایقوله الزّاهدي مخالفا لغیرہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ کتاب حاوی مصنفۂ زاہدی کی نسبت مشہور ہے کہ اُس میں ضعیف روایتیں منقول ہیں۔ اس لئے ابن وہبان وغیرہ نے کہدیا ہے کہ جوکچھ زاہدی اور لوگوں کے خلاف بیان کرے اُسکا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

(ب) ومن هذا القسم المحیط البرهانی فان مولّفه وانکان فقیها جلیلا معدودا فی طبقة المجتهدین فی المسائل لکنّهم نصوا علی انهم لا یجوز الافتاء منه لکونه مجموعا للرّطب والیابس (یعنی اسی قسم میں سے کتاب محیط برہانی ہے۔ اگرچہ اُسکا مصنّف بڑا فقیہ ہے اور وہ طبقۂ مجتہدین میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن صاف صاف کہدیا گیا ہے کہ اس کتاب سے فتوے دینا ناجائز ہے)۔

صاحب نافع کبیر اسی کتاب کی بابت یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ وقال زین العابدین بن نجیم المصری فی رسالته المصنّفة فی بعض صور الوقف ردا علی بعض معاصریه لم یجز الافتاء منه ولا النّقل منه کما صرح به فی فتح القدیر من کتاب القضاء انتهی مخلّصًا (یعنی ابن نجیم مصری نے اپنے رسالہ میں جو بعض صورتوں میں وقف کی اپنے بعض ہمعصروں پر رد کرنیکے لیے تصنیف کیا ہے ذکر کیا ہے کہ محیط بُرہانی سے فتوے دینا اور نقل کرنا درست نہیں)۔

(ج) ومن هذا القسم سراج الوهاج شرح مختصر القدوري کما قال فی کشف الظّنون عدہ المولی البرکلی من الکتب المتداولة الضّعیفة الغیر المعتبرة انتهی مع ان مولّفه جلیل القدر وهو ابو بکر بن علی بن محمّد الحدادي۔ قال علی القاري فی طبقات الحنفیة کان عالما عاملا ناسکا فاضلا زاهدا کان یقرئ کلّ یوم خمسة عشرة درسا وله مصنّفات کثیرة منها التفسیر المسمّی به کشف التّنزیل والجواهرة النّیرة شرح مختصر القدوري

فی اربع مجلدات والسراج الوهاج شرح مختصر القدوري فی ثمانیة مجلدات وغیر ذالک ورسالت بمولفاته الرکبان مات سنة ثمان مائة وله کرامات کثیرة

(یعنی اسی طرح کی کتاب سراج الوہاج شرح مختصر القدوری ہے جیسا کہ کشف الظنون میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس کتاب کو برکلی نے کتب متداولہ ضعیفہ غیر متداولہ میں شمار کیا ہی باوجودا نیکہ اُسکا مصنف جلیل القدر ہے اور وہ ابوبکر بن علی بن محمد حدادی ہے۔ اور علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ وہ عالم ناسک فاضل اور زاہد تھا۔ ہر روز پندرہ درس دیتا تھا۔ اور اُسکی تصنیفات بہت ہیں تفسیر کشف التنزیل اور جواہر نیرہ مختصر قدوری کی شرح چار مجلد میں اور سراج وہاج مختصر قدوری کی شرح آٹھ مجلد میں انکے سوا اور بھی ہیں۔ اور وہ تصنیفات سب مشہور ہیں۔ اور وہ صاحب کرامات کثیرہ ہے)

(د) ومن الکتاب الغیر معتبرة مشتمل الاحکام لفخر الدین رومی الفه للسلطان محمد الفاتح قال صاحب کشف الظنون عده المولی البرکلی من جملة الکتب المتداولة الواهیة انتهی (یعنی کتب غیر معتبرہ سے مشتمل الاحکام ہے جو فخر الدین رومی کی تصنیف ہے۔ صاحب کشف الظنون نے کہا ہے کہ اس کتاب کو برکلی نے کتب متداولہ واہیہ میں شمار کیا ہے)۔

(ہ) وکذا کنز العباد فانه مملوء من المسائل الواهیة والاحادیث الموضوعة لا عبرة له عند الفقهاء ولا عند المحدثین (یعنی اسی طرح کی کتاب کنز العباد ہے کہ وہ مسائل واہیہ واحادیث موضوعہ سے پُر ہے نہ فقہا اُسکا اعتبار کرتے ہیں نہ محدثین اُسکو معتبر سمجھتے ہیں)۔

(و) قال علی القاري فی طبقات الحنفیة علی بن احمد الغوري له کتاب جمع فیه مکروهات المذهب سماه مفید المستفید وله کنز العباد فی شرح الاوراد (یعنی علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ علی بن احمد غوری کی ایک کتاب ہے جس میں اُنھوں نے مکروہات مذہب کو جمع کیا ہے اور مفید المستفید اسکا نام رکھا ہے اور اُسی کی تصنیف کنز العباد فی شرح الاوراد ہے)۔

پھر اس کتاب کی نسبت صاحب تاج کبیر نے علامہ جمال الدین مرشدی کا یہ قول درج کیا ہے
وقال العلامۃ جمال الدین المرشدی فیہ احادیث سمجۃ موضوعۃ لا یحل سماعھا
انتھی (یعنی علامہ جلال الدین مرشدی نے کہا ہے کہ اُس میں قبیح اور موضوع حدیثیں
منقول ہیں جنکا سُننا حلال نہیں)۔

(ز) وکذا مطالب المؤمنین نسبہ ابن عابدین فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ
الی الشیخ بدر الدین بن تاج بن عبد الرحیم اللاھوری (یعنی اسی طرح مطالب المومنین
ہے جسکو ابنِ عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ میں شیخ بدر الدین بن تاج بن عبد الرحیم
لاہوری سے منسوب کیا ہے)۔

(ح) وخزانۃ الروایات نسبہ صاحب کشف الظنون الی القاضی جکن
الحنفی الھندی الساکن بقصبۃ کن من الکجرات (یعنی ایسی ہی کتاب خزانۃ الروایات
ہے جسکو صاحب کشف الظنون نے قاضی جگن حنفی گجراتی کی تصنیف بیان کیا ہے)۔
(ط) وشرعۃ الاسلام لمحمد بن ابی بکر الجوغی نسبہ الی جوغ قریۃ من قری
سمرقند الشھیر برکن الاسلام امام زادہ المتوفی سنۃ ثلث وسبعین و
خمس مائۃ فان ھذا الکتب مملوۃ من الرطب والیابس مع ما فیھا من الاحادیث
المخترعۃ والاخبار المختلقۃ (یعنی غیر معتبرہ کتابوں میں سے شرعۃ الاسلام بھی ہے
جسے محمد بن ابوبکر جوغی نے تصنیف کیا ہے۔ جسکا لقب رکن الاسلام امام زادہ مشہور ہے
اس لئے کہ یہ سب کتابیں خشک وتر سے بھری ہوئی ہیں۔ اور باوجود اسکے احادیثِ
موضوعہ اور اخبارِ مختلقہ بھی اُن میں موجود ہیں)۔
(ی) وکذا الفتاوی الصوفیۃ لفضل اللہ محمد بن ایوب المنتسب الی
ماجو تلمیذ صاحب جامع المضمرات شرح قدوری یوسف بن عمر الصوفی
قال صاحب کشف الظنون قال المولی البرکلی الفتاوی الصوفیۃ لیست من
کتب المعتبرۃ فلا یجوز العمل بما فیھا الا اذا علم موافقتھا للاصول (یعنی
اسی طرح کی کتاب فتاوائے صوفیہ ہے جو فضل اللہ محمد بن ایوب کی تصنیف ہے صاحبِ

کشف الظنون نے نقل کیا ہے کہ برکلی نے کہا ہے کہ فتاوائے صوفیہ کتب معتبرہ سے نہیں پس جو کچھ اُس میں لکھا ہے اُسپر عمل کرنا ناجائز ہے۔ مگر جبکہ اُسکی موافقت اصول سے معلوم ہو جائے)۔

صاحب نافع کبیر کتب غیر معتبرہ کی تفصیل لکھنے کے بعد اپنی طرف سے ایک تتمہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کلّ ما ذکرنا من ترتیب المصنفات ھو بحسب المسائل الفقھیّۃ واما بحسب ما فیھا من الاحادیث النبویّۃ فلا فکم من کتاب معتمد علیہ اجلّۃ الفقہاء مملو من الاحادیث الموضوعۃ ولا سیما الفتاوی فقد وضح لنا بتوسیع النّظر ان اصحابھم وان کانوا من الکاملین لکنہم فی نقل الاخبار من المتساھلین وھٰذا ھو الّذی فتح فم الطاعنین فزعموا ان مسائل الحنفیۃ مستندۃ الی الاحادیث الواھیّۃ الموضوعۃ وھذا ظن فاسد ووھم کاسد (یعنی جو کچھ ہمنے کتابوں کی ترتیب بیان کی ہے وہ مسائل فقہیہ کے اعتبار سے ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اُنکی کتابوں میں احادیث نبویہ مذکور ہیں یہ ترتیب نہیں ہے اسلیے کہ بہت سی معتمد کتابیں جنپر بڑے بڑے مجتہدوں نے اعتماد کیا ہے احادیث موضوعہ سے بھری ہوئی ہیں۔ اور خصوصًا فتاوی اس وجہ سے کہ توسیع نظر سے ہمپر کھُل گیا کہ اُن کتابوں کے مصنف اگرچہ کامل تھے لیکن حدیثوں کے نقل کرنے میں تساہل تھے۔ اور یہ وہ معاملہ ہے جسنے طعنہ زنوں کے مُنہ کھولدیے۔ اور اُنہوں نے گمان کرلیا کہ حنفیہ کے مسائل احادیث واہیّہ موضوعہ کی طرف مستند ہیں اور یہ ظن فاسد اور وہم کاسد ہے)

لمولف۔ بہت خوب! مگر یہ توارشاد ہو کہ جب انہی کے ہم مذہب ان مجتہد صاحبان کی کتابوں کو جن میں کوئی رکن الاسلام امام زادہ ہے اور کوئی صاحب کرامات کاثرہ اور مرجع فتوے مانا ہوا ہے غیر معتبر سمجھیں۔ اور اُنسے فتوے دینا نقل کرنا۔ مسائل پر عمل کرنا۔ اور اُنکی منقولہ حدیثوں اور روایتوں کا سُننا تک حرام اور ناجائز جانیں تو مخالفین کی نظروں میں ایسے مجتہدین۔ ایسی تصانیف اور خود ایسے مذہب کی قدر و منزلت کس پایہ پر ہو سکتی ہے؟؟؟

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ ؎

ہر کہ بہتاں بست بر خیر الانام	ہست اندر ہاویہ اور امقام

مقالۂ سوم

اکابر علمائے اہلسنت کا آیات کلام اللہ کو رد کرنا۔

کتاب معیار الحق میں مسطور ہے قال الامام فخر الدین رازی قد شاھدت جماعۃ من مقلدۃ الفقہاء قرات علیہم ایات کثیرۃ من کتاب اللہ فی مسائل کانت تلک الآیات مخالفۃ لمذھبہم فیہا فلم یقبلوا تلک الآیات ولم یلتفتوا الیہا وکانوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواھر تلک الآیت مع ان الروایۃ عن سلفنا بخلافہا ولو تاملت حق التامل وجدت ھذا الداء ساریا فی طرق الاکثرین (یعنی امام رازی کہتے ہیں کہ میں نے مقلدین فقہا کے ایک گروہ کو دیکھا۔ اور اُنکے سامنے بہت سی آیتیں اُن مسئلوں کی نسبت پڑھیں جن میں اُن لوگوں کا مذہب اُن آیتوں کے خلاف تھا۔ تو اُنہوں نے اُن آیتوں کو قبول نہ کیا۔ اور اُنکی طرف توجہ نہ کی۔ اور میری طرف بنظر تعجب دیکھنے لگے۔ مطلب یہ تھا کہ اِن آیتوں کے ظاہر پر عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ہمارے بزرگوں سے اُنکے برخلاف روایت موجود ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر تو واجبی طور سے تامل کریگا تو پائیگا کہ یہ بیماری اکثر کے طریقوں میں ہماری ہے)۔

مقالۂ چہارم

حضرات اہلسنت کا حدیثوں کو رد کرنا

حضرات اہلسنت (حنفی المذہب) احادیث کو اپنے علماء کی روایتوں کے مقابلہ میں رد فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ:-

(۱) کتاب اشاعۃ السنہ جلد ۲ صفحہ ۷ ا میں مولوی محمد حسین محدث لاہوری مولوی محمد قاسم کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ "مولانا! مذہب جناب کی کوئی کتاب معتمد اصول و فروع کی

ایسی نہوگی جس میں بہتیری احادیث کو رد نہ کیا ہو۔ اور بہبانہ معارضہ و مخالفتِ قرآن جرم کا ارتکاب نہ ہوا ہو۔ ردِ احادیث بمقابلۂ قرآن تو پھر بھی محلِ اشتباہ ہے۔ جس میں ناواقف انسان قرآن کے قطعی ہونیکے سبب سے دھوکا کھا سکتا ہے۔ آپکے ہاں تو حدیث احاد کو بمقابلہ حدیث مشہور یا متواتر کے بھی رد کیا جاتا ہے۔ ردِ احادیث بمقابلہ متواتر بھی بے علموں کے لئے کچھ شبہہ کا محل ہے۔ اس لئے کہ متواتر میں جو قطعیت ہے سو خبر واحد میں نہیں ہے۔ حضرت کے ہاں تو رواجِ عام کے مقابلہ میں بھی حدیث کو رد کیا جاتا ہے۔ عام رواج کے مقابلہ میں رد کرنا بھی جہلا کے لئے دھوکے کا محل ہے۔ سرکار کے ہاں تو بعض صحابہ کے خلاف سے بھی حدیث کو رد کیا جاتا ہے۔ صحابہ کا کسی حدیث سے خلاف کرنا بھی کم عقلوں کو شبہہ میں ڈالتا ہے۔ آپکی گورنمنٹ کے ہاں تو حدیث صحیح کو جسکا راوی فقیہ نہو بمقابلہ قیاس بھی رد کیا جاتا ہے۔ الحاصل حدیثِ نبوی کی آپکے ہاں ایسی بھی وقعت اور قدر نہیں جیسی فہم صحابہ یا رواجِ عام یا قیاس مجتہد کی۔ چہ جائیکہ اُسکو ہمسنگِ قرآن سمجھیں۔ اور اُسکے معارضہ میں بعرضِ قبول جگہ دیں۔ اُسکی تمثیلاتِ جزئیہ کو کتبِ فروع جناب سے کیونکر شمار کروں۔ اور اس دریائے ناپیدا کنار کو کوزے میں کیونکر ناہوں۔ اس لئے بذکرِ اصول جن سے صدہا احادیث مذہب جناب میں رد ہوگئی ہیں اکتفا کرتا ہوں۔ اور تصریحاتِ اہلِ اصول کی اُسپر شہادت دلاتا ہوں۔ (فی الحسامی وحکمہ اذا ورد غیر مخالف للکتاب والسنة المشهورة فی حادثة لا تعم به البلوی ولم یظهر من الصحابة الاختلاف فیها وترک المحاجة به انه یوجب العمل بشروطه) جسکا حاصل یہ ہے کہ حدیث جسوقت قرآن وحدیث مشہور کے مخالف نہوگی اور اُس واقعہ میں ہوگی جو عامۃ البلوےٰ نہو اور صحابہ سے اُس حدیث میں اختلاف اور اُس حدیث سے حجت لانیکا ترک ظاہر نہوا ہوگا تو اُسکا حکم یہ ہے کہ شرطوں کے ساتھ اُسکے بموجب عمل کیا جائیگا (اسی طرح توضیح اور شرح مغنی کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اُنکے بعد کہا ہے کہ) ابھی تو ہمنے بعض اصول جن سے مذہبِ جناب کا رد ہوتا ہے ذکر کیے ہیں۔ اگر اسی قسم کے سبھی اصول جو علمائے مذہب جناب نے ردِ احادیث کے لیے گھڑ رکھے ہیں بیان کیے جائیں تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے جسکا اختتام سال دو سال میں بھی نہیں ہو سکتا۔ از انجملہ یہ اصل راوی کو

اگر روایت کا نسیان ہو جائے تو اُسکے شاگرد سے وہی روایت گو اُسکو خوب یاد ہو مقبول نہیں۔ از آنجملہ یہ کہ راوی اگر اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اُسکی حدیث مردود ہے۔ واز آنجملہ یہ کہ ترجیح جمع سے مقدم ہے۔ یہ تو ہمنے آپکے اصول کا ہی حال سنایا ہے۔ اور اگر ان اصول کے فروع کو ذکر کریں اور اُن احادیث کو جو حضرات نے ان اصول کے ذریعہ سے رد کی ہیں شمار میں لائیں تو ہماری استطاعت سے یہ امر خارج ہے۔ اور ہماری عمر اسکے بیان کے لئے وافی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اگر کوئی تمثیل کا طالب ہو تو پہلے انہی عبارات اصولیین میں دیکھ سکتا ہے۔ ان عبارات میں احادیث ذیل کو رد کر رکھا ہے۔ (۱) حدیث فاطمہ بنت قیس نفقہ اور سکنیٰ کے باب میں۔ (ب) حدیث ابن عباس قضا بشاہد و یمین میں۔ (ج) حدیث ابو ہریرہ مصراۃ کے باب میں۔ (اسی طرح بارہ حدیثیں جنکو حنفیہ نے رد کیا ہے ذکر کر کے کہا ہے کہ) اسکے نظائر اور ہزاروں ہیں پر سر دست اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ انتہیٰ بلفظہ۔

(۲) اشاعۃ السنۃ صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کا اشعار کو مطلق اور عام طور پر مکروہ کہنا حافظ امام ناصر الاسلام کو بُرا لگا ہے۔ وہ فرطِ حمیتِ سنت سے جوش میں آکر امام ابو حنیفہ کے حق میں یہ کلمات لکھ گئے ہیں هذه طامة من طوام العالم انيكون مثلة شيء فعله رسول الله صلعم اُفّ لكل عقل يتعقب حكم رسول الله صلعم انتهى بلفظه (یعنی آفاتِ روزگار سے یہ بھی ایک آفت ہے کہ جو کام جنابِ رسولِ خدا نے کیا وہ مثلہ ٹھہرا۔ اُف ہے ہر اُس عقل پر جو جنابِ رسولِ خدا کے حکم پر اعتراض کرے)۔

(۳) فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام شعرانی میزانِ کبریٰ میں صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں خلاف ما عليه بعض المقلدين حتى انه قال لو وجدت حديثا فى البخاري ومسلم لم ياخذ به اصحابي لا اعمل به وذلك جهل منه بالشريعة الخ (یعنی بعض حضرات کا مقولہ ہے کہ اگر حدیث بخاری اور مسلم میں موجود ہو اور ہمارے امام نے اُسکو اختیار نہ کیا ہو تو ہم اُسپر عمل نہ کرینگے۔ ان لوگوں کی نسبت امام شعرانی نے کہا ہے کہ امر شریعت سے اُنکی جہالت کا مقتضا ہے)۔

(۴) صاحب اشاعۃ السنۃ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۵ میں حنفیہ کے کچھ واہی خیالات لکھکر تحریر فرماتے ہیں کہ "جب انکی آنکھ حق سے بند ہوگئی- اور علم وفہم کے آگے ایک آڑ کھڑی ہوگئی تو انکو یہ وساوس پیش آئے (ا) اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو امام ابو حنیفہ ضرور اسکے قائل ہوتے- (ب) اگر اس آیت کے معنی ظاہری مراد ہوتے تو ہمارے امام صاحب اسکا خلاف نہ کرتے (ج) جنہے حدیث مخالف قول امام قبول کرلی اُسنے امام کی بے ادبی کی- اور اپنے علم وفہم کو امام پر ترجیح دی- (د) ہم میں کہاں طاقت ہے کہ امام کے سوائے حق کو پہنچیں اور اُنکی خطا پکڑیں سہ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است"۔

(۵) اُسی کتاب کے صفحہ ۳۲ جلد ۲ میں لکھا ہے "حافظ ابن القیم طرق حکمیہ میں لکھتے ہیں "ومن العجاب ردّ الشاھد والیمین والحکم بمجرد النکول الذی ھو سکوت ولا ینسب الی ساکت قول- مترجم کہتا ہے حنفیہ کے نزدیک محض سکوت سے بھی نکول ثابت ہوتا ہو جیسے صریح انکار سے- چنانچہ شرح وقایہ میں بصفحہ ۲۶۳ تم فان نکل مرۃ ش ای قال لا احلف او سکت بلا آفۃ قضی بالنکول ۱۲ حاشیہ والحکم لمدعی الحائط اذا کانت الیہ الدّ واخل والخوارج وھو الصاح من الآجر الیہ معاقد القمط کما یقولہ ابو یوسف فاین ھٰذا من الشاھد العدل المبرز فی العدالۃ التی یکاد یحصل العلم بشھادتہ اذا انضاف الیھا یمین المدعی واین العلم بلحوق النسب بمجرد العقد وان علمنا قطعا ان الرجل لم یصل الی المراۃ من الحکم بالشاھد والیمین- مترجم کہتا ہے ان حضرات کی ردّ مختار مطبوعۂ دہلی کے صفحہ ۲۶۵ میں لکھا ہے قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوّج المغربی بمشرقیہ فیھما مسافۃ سنۃ فولدت لستۃ اشھر منذ تزوّجھا لتصورہ کرامۃ انتھی ایضًا قال الامام ابن قیم فی الطرق الحکمیۃ والذین ردوا ھذہ السنۃ لھم طرق الاوّل انھا خلاف کتاب اللہ فلا یقبل وقد بین الائمۃ کالشافعی واحمد وابی عبید وغیرھم ان کتاب اللہ لا یخالفھا بوجہ و انھا موافقۃ لکتاب اللہ وانکر الامام احمد والشافعی علی من ردّ احادیث رسول اللہ لزعمہ انھا تخالف ظاھر القراٰن وللامام احمد فی ذٰلک کتاب مفرد سماہ کتاب

طاعة الرسول"۔ (یعنی حافظ ابن القیم حنفیہ کے حال سے تعجب کرکے۔ کہتے ہیں کہ بڑے
تعجب کی بات ہے کہ یہ حضرات ایک گواہ اور مدعی کی قسم کو تو رد کرتے ہیں حالانکہ حدیث میں
ابن عباس سے اسکا مقبول ہونا ظاہر ہے اور صرف نکول سے جو سکوت ہے اور ساکت کی طرف
کوئی قول منسوب نہیں ہوتا حکم دیتے ہیں۔ اور مدعی دیوار کو جب اُسکی طرف دواخل اور خوارج
ثابت اینٹوں سے ہوں یا اُسکی طرف رسیوں کی گرہیں ہوں دعوے میں سچا سمجھتے ہیں۔ اور اس
دعوے کو قبول کرتے ہیں۔ جیسے ابو یوسف کہتا ہے۔ حافظ موصوف کہتے ہیں کجا یہ صورت اور
کجا گواہ عادل جسکی عدالت ظاہر ہو۔ اور قریب ہے کہ اُسکی شہادت سے علم حاصل ہو جبکہ اُسکی
ساتھ مدعی کی قسم شامل ہو جائے۔ اور کجا علم لحوق نسب کا صرف عقد سے اگرچہ یقیناً ہمکو معلوم
ہو کہ مرد عورت تک نہیں پہنچا۔ اور قطعاً نوبت مباشرت نہیں آئی جسکے حنفیہ قائل ہیں۔ اور
کجا حکم دینا ایک گواہ اور قسم سے یعنی ان میں بہت فرق ہے۔ اور یہی حافظ ابن قیم اسی حدیث
شاہد مع الیمین کی طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں کہ جنہوں نے اس سنت کو رد کیا ہے اُنکے لیے
کئی طریق ہیں۔ اول وہ کہ یہ سنت خلاف کتاب اللہ ہے تو قبول نہوگی۔ حالانکہ اماموں نے
مثل شافعی اور احمد اور ابو عبید وغیرہم کے بیان کیا ہے کہ کتاب خدا کسی وجہ سے اُسکے
مخالف نہیں اور وہ سنت کتاب للہ سے موافق ہے۔ اور جو شخص احادیث رسول خدا کو
اس خیال سے کہ وہ ظاہر قرآن کے خلاف ہیں رد کرے اُسپر امام احمد اور شافعی نے انکار
کیا ہے۔ اور امام احمد کی اس باب میں ایک جدا کتاب ہے جسکا نام کتاب طاعة الرسول لکھا ہے
اور کتاب ... میں لکھا ہے کہ عبد الرحمن بن اسمٰعیل ابو شامہ کتاب اول میں فرماتے
ہیں وقد حرم الفقهاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والآثار والبحث منها
فقها ومعانیها ومطالعة الکتب المصنفة فی شروحها وغریبها بل انفوا زبالهم
وعمرهم فی النظر فی اقوال من سبقهم من متاخری الفقهاء وترکوا النظر فی
نصوص نبیهم المعصوم من الخطاء صلی الله علیه وسلم وآثار الصحابة الذین
شهدوا الوحی وعاینوا المصطفی وفهموا نفائس الشریعة فلاجرم حرم هؤلاء
رتبة الاجتهاد ومنه مقلدین علی الآباء (یعنی فقہا نے کتب حدیث میں نظر کرنا

حرام ٹھہرایا بلکہ اپنی عمر اقوال فقہاء کے دیکھنے میں ضائع کی۔ اور آپنے بھی معصوم صلے اللہ علیہ وسلم کے نصوص کو ترک کردیا۔ اور اصحاب ما تقدم کے آثار کو چھوڑ دیا۔ جنہوں نے وحی کا مشاہدہ کیا تھا۔ اور رسول خدا کو دیکھا تھا۔ اور نفائس شریعت کو سمجھا تھا۔ اسی وجہ سے یہ لوگ رتبۂ اجتہاد سے محروم ہوئے اور مقلد ہی رہے۔

(۶) اسی کتاب میں عقد الجید شاہ ولی اللہ سے نقل کیا ہے۔ وھٰذا ھو الذی اشار الیہ الشیخ عز الدین بن عبد السلام حیث قال ومن العجائب ان الفقہاء المقلدین یقف احدھم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا وھو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من یشہد لہ الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ لمذھبھم جمودا علی تقلید امامہ بل یتحیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ ویتاولھما بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ (یعنی عجیب عجائب سے یہ بات ہے کہ فقہا اور مقلدین اپنے امام کے ماخذ مسئلہ کو ایسا ضعیف جانتے ہیں کہ اُس ضعف کے دفع کرنیکا موقع تک نہیں پاتے۔ اور باوجود اسکے اُس مسئلہ میں اُسی کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اپنے امام کی تقلید پر جمے رہنے کے سبب سے اُس شخص کو جسکے قرآن وحدیث اور اُنکے مذہب کے صحیح قیاس شاہد ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اُسکی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ ظاہر قرآن وحدیث کے دفع کرنیکا خیال کرتے ہیں۔ اور بعید اور باطل تاویلوں سے اُنکو متاول ٹھہراتے ہیں)۔

(۷) کتاب اشاعۃ السنۃ میں ہے قال العلامۃ ھارون بن بہاء الدین المرجانی الحنفی فی کتاب ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق والذی یسول المخاطب وتفتری بہ الکذب علی اللہ انہ یزعم ان التمسک بالادلۃ انما ھو وظیفۃ المجتہد والاجتہاد ملکۃ راسخۃ وبصیرۃ شریفۃ صعبۃ المرام واھلہ قد انقرض وزمانہ مضی وکل آیۃ وحدیث مخالف بقول اصحابنا لا یجوز العمل بہ ویقدم اقوال الفقہاء علی الحدیث لاحتمال ان یکون موضوعا ومنکرا ولو ثبت فیحتمل ان یکون منسوخا او مخصصا او مقیدا او مؤولا او معارضا واذا اورد علیہ الحدیث او الآیۃ لہدی بہ ویقول انہ لم یاخذ بہ الفقیہ والمجتہد فلا یعمل بمقتضاہ (یعنی ان

حضرات نے یہ قاعدہ مقرر کرلیا ہے کہ دلیلوں اور آیات واحادیث سے تمسک کرنا مجتہد کا کام ہی اور اجتہاد ایک بڑا کام ہے۔ جسکا حاصل ہونا دشوار ہے۔ اور اہل اجتہاد گزر چکے اور انکا زمانہ ختم ہوگیا۔ اور جو آیت وحدیث وخبر ہمارے اصحاب کے قول سے مخالف ہے اُسپر عمل کرنا جائز نہیں۔ اور مجتہدوں کے اقوال حدیث پر مقدم ہیں۔ اسلیے کہ حدیث کی نسبت احتمال ہی کہ موضوع ہو یا منکر ہو۔ اور اگر ثابت بھی ہو تو احتمال ہے کہ منسوخ ہو یا مخصص ہو یا مقید ہو یا ماول ہو یا معارض ہو۔ اور جسوقت انکے سامنے آیت یا حدیث پیش کی جاتی ہے تو اُسکی نسبت بیہودہ گوئی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت یا اس حدیث پر ہمارے مجتہد نے اعتبار نہیں کیا۔ پس اُسکے موافق عمل نہیں کیا جاسکتا)۔

مقالہ پنجم

فتاوائے حنفیہ سے حقوق وفروج واموال وغیرہ کا درگاہِ احدیت میں نالہ وفریاد کرنا

امام ناصر الاسلام پہلے زمانہ کا حال لکھکر اپنے وقت کی کیفیت تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) وانی لنا ھؤلاء فی مثل ھذہ الازمان فقد دفعنا الی امر تضج منہ الحقوق الی اللہ ضجیجا وتعج منہ الفروج والاموال والدماء الی ربہا عجیجا تبدل فیہ الاحکام وتقلب الحلال بالحرام ویجعل فیہ المعروف فی اعلی مراتب المنکرات الذی لم یشرعہ اللہ ورسولہ من افضل القربات الحق فیہ غریب واغرب منہ من یعرفہ واغرب منہا من یدعو الیہ وینصح بہ نفسہ والناس الی ان قال

(یعنی اس زمانہ میں وہ صورت درپیش ہے جس سے خدا کی طرف حقوق نالہ وفریاد کرتے ہیں۔ اور اُس سے فروج اور خون اپنے پروردگار کی طرف چلا رہے ہیں۔ احکام الٰہی اس وقت میں بدل گئے۔ اور حلال حرام سے بدل گیا۔ اور اس زمانہ میں اچھا کام بُرے کاموں کے اعلے مرتبہ میں قرار دیا جاتا ہے اور بُرا فعل جسکو خدا و رسول نے مشروع نہیں فرمایا افضل قربات سے شمار کیا جاتا ہے۔ حق اسوقت میں غریب ہے اور اُس سے غریب تر وہ ہے جو حق کو پہچانتا ہی

اور دونوں سے زیادہ غریب وہ ہے جو حق کی طرف بُلاتا ہے اور اپنے نفس کو اور دوسرے لوگوں کو حق کی نصیحت کرتا ہے)۔

اور اڑتالیسویں قاعدہ میں لکھا ہے اذکان عند الرّجل صحیحان او احدھما او کتاب من سنن رسول اللہ صلعم موثوق بمافیہ فھل لہ ان یفتی بما یجدہ فیہ فقالت طائفۃ من المتاخرین لیس لہ ذٰلک (یعنی جس حالت میں کسی شخص کے پاس صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کتابیں موجود ہوں یا ایک کوئی اور معتمد و معتبر کتاب سنن جناب رسول خدا سے موجود ہو تو آیا اُسکو ان کتابوں کے موافق فتوے دینا جائز ہے؟ متاخرین کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اُسکو ان کتابوں سے فتوے دینا جائز نہیں ہے)۔

(۲) اشاعۃ السنۃ میں ہے کہ بعض حضرات کا قول ہے کہ قرآن و حدیث میں بہت سے مسئلے بیان نہیں ہوئے جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اس وجہ سے مجتہدوں کی کتابیں اور اقوال کارآمد اور معتبر ہیں۔ اور مولوی محمد حسین نے اس قول کے دفع میں یہ لکھا ہے کہ "لاریب جن مسائل کو آپ لوگ مسائل دینی سمجھتے ہیں اور وہ آپکے معمولات روزمرّہ سے ہیں بدون کتب فقہ کہیں پائے نہیں جاتے۔ اور قرآن و حدیث میں نظر نہیں آتے۔ ولیکن ان مسائل کو آپ لوگوں کے سوائے مسائل دین کون کہہ سکتا ہے؟ بھلا مسائل ذیل جو کتب فقہ یا اقوال فقہاء سے ثابت ہیں اور قرآن و احادیث نبوی میں اُنکا وجود نہیں مسائل دین ہو سکتے ہیں؟ (۱) کتّے یا بھیڑیئے یا گیدڑ کا حلال ہونا (۲) کتّے کے گوشت اور چمڑے کو ذبح کرکے پاک بنا لینا (۳) شراب اتفاقی حرام کا دوا کے لیے پی لینا (۴) شراب جو بہت سی پینے سے نشہ دے تھوڑی سی بہ نیّتِ تقویت پی لینا (۵) شراب کو سرکہ بنا لینا (۶) اجرت زنا کا جو اجارہ مقرر کرکے لی جاوے حلال ہونا (۷) قیمتِ شراب یا خنزیر سے جو کافر کی ملک ہو جاوے مسلمان کو نفع اُٹھانا (۸) زکوٰۃ سے بھاگنے کی نیت سے مال اپنی بیوی کی ملک کر دینا اور جب بیوی کی ملک میں مدت وجوب ادائے گزرنے لگے تو اپنی ملک کر لینا (۹) باپ کی موطوءہ لونڈی کو بیٹے پر حلال کر دینا اس حیلہ سے کہ لونڈی کے بیان کا اعتبار نہیں (۱۰) لونڈی زیر خرید کے استبراء (عدت) کو ہبہ کے حیلے سے ساقط کرنا (۱۱) ماں یا بہن سے نکاح کرکے زنا کرنے پر حدِّ شرعی نہ لگانا (۱۲) جھوٹی گواہی سے اُسکو

جورو کو حلال طیب کر دینا۔ و علیٰ ہذا القیاس بقیہ مسائل اشتہار وغیرہ جو صدہا کتب فقہ میں پائے جاتے ہیں ایسے مسائل فقہ کی کتب میں ہوئے تو کونسا موجب افتخار ہے۔ حدیث و قرآن میں نہ ہوئے تو کیا موجب عار و شنار۔"

اس مقام کے حاشیہ منہیہ میں لکھتے ہیں "مجھے یقین ہے کہ ہمارے شفیق مخاطب اِن مسائل کی کتب فقہ یا اقوالِ فقہاء کے ثبوت سے انکار کرینگے۔ ولیکن یہ یاد رکھیں جسنے ایک مسئلہ کا بھی انکار کیا اُسنے اپنی بے علمی و کوتہ نظری کا اظہار کیا۔ و مع ذٰلک اپنے اکابر مذہب کو جنسے یہ مسائل سرزد ہوئے ہیں رسوا کیا۔ راقم ہر ایک مسئلہ اور اُسکے قائل کا صاف صاف پتہ لگائیگا۔ اور عبارات کتب مع نشانِ صفحہ طبع کرائیگا۔ پھر ناظرین صلح پسند اس رسوائی کا مرتکب مجھے نہ کہیں بلکہ جو بھی اس بیان و اظہار پر باعث ہو اُسکو مرتکب اُسکا ٹھہرائیں"۔

لمؤلف۔ جو بات جس مذہب میں حلال و مباح یا حرام و ناجائز قرار پائی ہو اُسکے اظہار میں بدنامی اور رسوائی کے کیا معنی! ایسے امور کو جنہیں علماء کسی مصلحت سے چھپاتے ہوں اور قوم اُن سے ناواقف ہو تو ضرور شائع و ذائع کرنے چاہئیں تاکہ عوام اُن امور پر واقفیت حاصل کر کے عمل کریں اور اپنے اراکین دین اور مجتہدین کی پیروی اور فرمانبرداری کا پورا پورا حق ادا کر سکیں۔ اس خیال سے ہمنے بہت سے ایسے مسائل جمع کر لیے ہیں جن سے عوام اہلسنت کو واقفیت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب اُنکو طبع کرا کے پبلک میں پیش کرینگے اور اپنے سُنّی بھائیوں کے لئے ایسی خدمت بجا لائینگے جس سے اُنکے علماء جاہل محروم رکھنے میں کوشاں ہیں۔

مقالۂ ششم
تقسیم مسائل حنفیہ

صاحب نافع کبیر اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۸ میں تحریر فرماتے ہیں قال الکفوی فی اعلام الاخیار ان مسائل مذہبنا علیٰ ثلٰث طبقات۔ طبقۃ الاولیٰ۔ وھی مسائل ظاہر الروایۃ وھی مسائل مبسوط لمحمدؒ۔ والطبقۃ الثانیۃ۔ ھی مسائل غیر ظاہر الروایۃ الروایات المتفرقۃ کروایات ابن سماعۃ وغیرہ من اصحاب محمدؒ وغیرہ من مسائل ومنہ مخالفۃ للاصول فالھا غیر ظاہر الروایۃ وتعد فی النوادر۔ الطبقۃ الثالثۃ الفتاوی

ويسمى الواقعات ثم جمع من بعدهم من المشائخ هذه الطبقات في فتاويهم غير
ممتازة كما في جامع قاضي خان وكتاب الخلاصة وغيرهما انتهى مخلصاً
(یعنی عقوی نے کتاب اعلام الاخیار میں کہا ہے کہ ہمارے مذہب کے مسائل کے تین
طبقے ہیں۔ پہلے طبقہ میں مسائل ظاہر الروایۃ داخل ہیں اور وہ محمد کے مبسوط مسائل ہیں دوسرا
طبقہ غیر ظاہر الروایۃ مسائل کا ہے۔ اور انہی میں سے روایات متفرقہ ہیں مثلاً روایات ابن سماعۃ
وغیرہ اصحاب محمد وغیرہ سے۔ جو ایسے مسائل ہیں کہ اصول کے مخالف ہیں تو وہ ظاہر الروایہ
نہیں ہیں۔ اور انکو نوادر میں شمار کیا جاتا ہے۔ تیسرے طبقہ میں فتاوی ہیں اور یہ واقعات
کہلاتے ہیں۔ بعدازاں مشائخ متاخرین نے ان طبقات کو اپنے فتاوی میں ملا جلا کر جمع
کرلیا۔ اور باہم امتیاز نہ کی۔ چنانچہ جامع قاضی خاں اور کتاب خلاصہ وغیرہا کا یہی حال ہے۔
اُسی کتاب میں ہے اعلم ان القاعدة عند محققي الفقهاء ان المسائل على اربعة
اقسام۔ قسم تقرء في ظاهر الرواية وحكمه انهم يقبلونه في كل حال وافقت الاصول
او خالفت وقسم هو رواية شاذة عن ابي حنيفة وصاحبيه وحكمه ان لا يقبلونه
الا اذا وافق الاصول وقسم هو تخريج المتاخرين اتفق عليه جمهور الاصحاب و
حكمه ان يفتون به على كل حال وقسم هو تخريج منهم لم يتفق عليه جمهور الاصحاب
وحكمه ان يعرض على الاصول والنظائر من كلام السلف فان وجد موافقاً لها
اخذ به والا ترك انتهى منقولاً عقد الجيد لولي الله (یعنی محققین فقہا کا یہ قاعدہ ہے
کہ مسائل کو چار قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ ایک قسم ظاہر الروایہ کہلاتی ہے اور اُسکا یہ حکم ہے
کہ حنفیہ اُسکو قبول کرتے ہیں خواہ موافقِ اصول ہو یا مخالفِ اصول۔ اور دوسری قسم
روایاتِ شاذہ کی ہے ابو حنیفہ اور اُسکے صاحبین سے اُسکا حکم یہ ہے کہ موافقتِ اصول
کی حالت میں اُسے قبول کرتے ہیں۔ تیسری قسم متاخرین کی تخریج ہی جسپر جمہور اصحاب نے
اتفاق کیا ہے اُسکا حکم یہ ہے کہ موافق اصول ہو یا مخالف اصول ہر حال میں اُسکے ساتھ
فتوے دیتے ہیں۔ چوتھی قسم اُنکی ذاتی تخریج ہے جسپر جمہور کا اتفاق نہیں ہوا اُسکا حکم یہ ہے
کہ مفتی اُسکو اصول و نظائر پر جو کلام سلف میں ہیں عرض کرے پس اگر اُنکے موافق پائے اُسکو

اخذ کرے ورنہ چھوڑ دے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں اسی طرح لکھا ہے)۔

صاحب نافع کبیر صفحہ ۱۱۴ میں پہلے دونوں قول لکھکر خود تحریر فرماتے ہیں فنقول الفروع المذکورۃ فی الکتب علی طبقات الاولیٰ المسائل الموافقۃ للاصول الشرعیۃ المنصوصۃ فی الآیات او السنن النبویۃ او الموافقۃ لاجماع الامۃ او قیاسات ائمۃ الملۃ من غیر ان یظہر علی خلافہا نص شرعی جلی او خفی۔ والثانیۃ المسائل التی دخلت فی اصول شرعیۃ ودلت علیہا بعض آیات او احادیث نبویۃ مع ورود بعض آیات دالۃ علی عکسہ واحادیث ناصۃ علی نقضہ لکن دخولہا فی الاصول من طریق اصح واقوی وما یخالفہا ورودہ من سبیل اضعف واخفی۔ والثالثۃ التی دخلت فی اصول شرعیۃ مع ورود ما یخالفہا بطریق صحیحۃ قویۃ۔ والرابعۃ التی لم یستخرج الا من القیاس وخالفہ دلیل فوقہ غیر قابل للاندراس۔ والخامسۃ التی لم یدل علیہا دلیل شرعی لا کتاب ولا حدیث ولا اجماع ولا قیاس مجتہد جلی او خفی لا بالصراحۃ ولا بالدلالۃ بل ہی من مخترعات المتاخرین الذین یقلدون طرق آبائہم ومشائخہم المتقدمین انتہیٰ ملخصاً (یعنی مسائل جو حنفیہ کی کتابوں میں مذکور ہیں انکے کئی طبقے ہیں۔ پہلا طبقہ وہ مسائل ہیں جو اصول شرعیہ کے موافق ہیں۔ جنپر آیات قرآنیہ یا احادیث نبویہ میں نص واقع ہوئی ہے۔ یا اجماع امت کے موافق ہیں یا ائمہ دین کے قیاسات سے موافق ہیں۔ بدون اسکے کہ انکے برخلاف کوئی نص شرعی جلی یا خفی ظاہر ہو۔ دوسرا طبقہ وہ مسائل ہیں جو اصول شرعیہ میں داخل ہیں۔ اور انپر بعض آیتیں یا پیغمبر کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ بعض آیتیں انکے برعکس دلالت کرنیوالی اور حدیثیں انکے نقض پر نص کرنیوالی موجود ہیں۔ لیکن انکا اصول میں داخل ہونا صحیح تر اور قوی تر طریق سے ہے۔ اور جو انکے مخالف ہیں وہ ضعیف تر اور خفی تر طریق سے وارد ہیں۔ تیسرا طبقہ وہ مسائل ہیں جو اصول شرعیہ میں داخل ہیں۔ باوجود اسکے کہ جو آیات و احادیث انکے مخالف ہیں صحیح اور قوی طریقوں سے وارد ہیں۔ چوتھا طبقہ وہ مسائل ہیں جو صرف قیاس سے نکالے گئے ہیں۔ اور ایسی دلیل جسکو اُس سے فوقیت ہے اور کہنہ ہونیکے قابل نہیں اُسکے مخالف ہے۔ پانچواں طبقہ

وہ مسائل ہیں جنپر کوئی دلیل شرعی دلالت نہیں کرتی نہ قرآن نہ حدیث نہ اجماع نہ کسی مجتہد کا قیاس جلی یا خفی۔ نہ صراحت کے ساتھ نہ دلالت کے ساتھ بلکہ وہ متاخرین کے مخترعات سے ہیں۔ جو اپنے سے پہلے مشائخ اور بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں)۔

لمؤلف - اس تمام تقریر اور اقوال کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس مذہب میں منجملہ پانچ اقسام مسائل کے چار قسم کے مسئلے تو ضرور بالضرور قرآن و حدیث کے مخالف ہیں۔ اور پانچویں قسم جو باقی رہگئی اُس میں بھی مخالفت کا احتمال موجود ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

مقالہ ہفتم

اصول و فروع کی کتابوں میں حضرات حنفی المذہب کا ذکر خدا اور رسول کو عیب سمجھنا

اشاعة السنة تتمہ اخبار سفیر ہند کے صفحہ ۹۵ میں لکھا ہو قال الامام ناصر الاسلام شمس الدین ابن القیمؒ فی خاتمة الاعلام الفائدة التاسعة ینبغی للمفتی ان یفتی بلفظ النص مهما امکنہ فانہ یتضمن الحکم والدلیل مع البیان التام فهو حکم مضمون لہ الصواب متضمن للدلیل علیہ وقول الفقیہ المعین لیس ذلك وقد کان الصحابة والتابعون والائمة الذین سلکوا علیٰ مناهجهم یتحرون ذلك غایة التحری حتیٰ خلف بعدهم خلف رغبوا عن النصوص فاوجب ذلك هجران النصوص ومعلوم ان تلك الالفاظ لاتفی بما تفی بہ النصوص من الحکم والدلیل وحسن البیان فتولد من هجران الفاظ النصوص والاقبال علی الالفاظ الحادثة وتعلیق الاحکام بها علی الامة من الفساد ما لا یعلمہ الا اللہ وقد کان اصحاب رسولؐ اذا سئلوا عن مسئلة یقولون قال اللہ کذا قال رسول اللہ کذا او فعل کذا ولا یعدلون عن ذلك ما وجدوا الیہ سبیلا قط فمن تامل اجوبتهم وجدها شفاء لما فی الصدور فلما طال العهد وبعد الناس من نور النبوة صار هذا عیبا عند المتاخرین ان یذکروا فی اصول دینهم وفروعہ قال اللہ قال رسولہ اما اصول دینهم فصرحوا فی کتبهم ان قول اللہ ورسولہ لایفید الیقین فی مسائل اصول الدین وانما یحتج بکلام

الله و رسوله فيها الحشوية والمجسمة وامّا فروعهم فقنعوا بتقليد من اختصر
لهم بعض المختصرات التى لا يذكر فيها نص عن الله ولا عن رسوله ولا عن
الامام الذي زعموا انهم قلدوه بل عمدتهم فيما يقضون به وينقلون
به الحقوق ويبيحون به الفروج والدّماء والاموال على قول ذلك المصنّف
واجلهم عند نفسه وزعمهم عند بنى جنسه من يستحضر لفظ الكتاب ويقول
هكذا قال وهذا لفظه فالحلال ما احله هذا الكتاب والحرام ما حرمه والواجب
ما اوجبه والباطل ما ابطله والصّحيح ما صححه هذا (یعنی امام ناصر الاسلام شمس الدّین
ابن القیم فرماتے ہیں کہ مفتی کو مناسب ہی کہ حتے الامکان قرآن وحدیث کے الفاظ کو فتوے میں ذکر
کرے کہ وہ باوجود کامل بیان کے حکم اور دلیل دونوں کو متضمن ہوگا۔ اور فقیہ معیّن کا قول ایسا نہیں۔
اور صحابہ اور تابعین اور جو امام انکی راہ پر چلتے تھے اس بارے میں نہایت کوشش کرتے تھے۔
یہانتک کہ اُنکے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نصوص سے روگردانی کی تو نصوص
اس سبب سے متروک ہوگئیں۔ اور یہ بات تو معلوم ہے کہ جو حکم اور دلیل اور حسنِ بیان نصوص میں ہے
اُور الفاظ میں نہیں۔ اور الفاظ نصوص کے ترک ہوجانے سے اور نئے الفاظ کے اختیار کرنے
سے اور اُنسے احکام متعلق کرنے سے امت میں اسقدر فساد پیدا ہوا جسے خدا تعالے کے سوا
کوئی نہیں جانتا۔ اور بیشک اصحابِ رسولِ خدا کا یہ حال تھا کہ جب کوئی مسئلہ اُنسے پوچھا جاتا تھا
تو جواب میں کہتے تھے کہ خدا نے اس طرح فرمایا ہے اور رسولِ خدا نے اس طرح فرمایا ہے۔ اور
حتے الوسع ہرگز اس سے عدول نہ کرتے تھے۔ تو جو شخص اُنکے جوابوں میں تامّل کریگا وہ مرض شبہات
و شکوک میں مبتلا ہوگا۔ پس جبکہ زمانہ دراز ہوا اور لوگ نورِ نبوّت سے دور ہوگئے تو متاخرین کے نزدیک
یہ امر عجیب ٹھہرا کہ اپنے اصولِ دین میں خدا اور رسول کا قول ذکر کریں۔ لیکن اصولِ دین سو اُنہوں نے
اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ خدا اور رسول کا قول مسائلِ اصولِ دین میں یقین کا فائدہ نہیں دیتا۔
اور اصولِ دین میں کلامِ خدا اور رسول سے حشویہ اور مجسمہ حجّت لاتے ہیں اور فروعِ دین میں تو اُنہوں نے
اُس شخص کی تقلید پر قناعت کرلی ہے جسنے اُنکو بعض مختصر کتابیں بتادی ہیں جن میں نہ کوئی آیت
ہے۔ نہ حدیث ہے۔ نہ اُس امام کا قول ہے جسکے اپنے زعم میں وہ مقلد ہیں۔ بلکہ جو فتوے اور

حکم دیتے ہیں اور نقلِ حقوق عمل میں لاتے ہیں اور فروج اور خون اور مال مباح کرتے ہیں ان سب امور میں اُس مصنّف کے قول پر اُنکا اعتماد ہے۔ اور اپنے نزدیک سب میں بزرگتر اور اپنی جنس میں سب کا افسر و مہتر وہ شخص ہے جسکو اُس کتاب کی عبارت یاد ہو۔ تو اُنکے نزدیک حلال وہ ہے جسکو اُس کتاب نے حلال کیا اور حرام وہ ہے جسکو اُسنے حرام کیا۔ اور واجب وہی جسکو اُس کتاب نے واجب قرار دیا اور باطل وہ ہے جسکو اُس کتاب نے باطل قرار دیا۔ اور صحیح وہ ہے جسکو اُس کتاب نے صحیح ٹھہرایا)۔

باب دوم (۲)

مذہب شیعہ کا مختصر بیان

برخلاف مذہب اہلسنّت والجماعت فرقۂ شیعہ اقوالِ اہلبیتؑ کو معتبر سمجھتا ہے اور بعد جنابِ رسولِ خدا حضرت امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابیطالب اور باقی تمام ائمۂ اہلبیتؑ کو جنکا ذکر تمہید رسالہ ہذا میں کیا گیا ہے افضل النّاس جانتا ہے۔ اور حضرت علیؑ کو جنابِ رسولِ خدا کا خلیفہ بلا واسطہ و بلا فصل مانتا ہے۔ اور انکے بعد امامت و خلافت بھی انہی کی اولاد میں جاری رہنے کا عقیدہ رکھتا ہے جو حضرت امام مہدی آخرالزّمانؑ پر تمام ہوگئی۔ شیعوں کے عقیدے میں یہ بزرگوار جو بارھویں امام ہیں بموجب مشیّتِ پروردگار ایک وقتِ معیّن تک کے لیے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئے ہیں اور زندہ و سلامت ہیں۔ جب حکمِ خدا ہوگا تو ظہور فرما کر اُن لوگوں سے جنہوں نے اُن حضرتؑ کے آبائے کرام پر ظلم کئے تھے اور دینِ پیغمبرؐ خدا میں خرابیاں پیدا کرکے مخلوقِ خدا کو گمراہ کیا تھا انتقام لینگے اور تمام عالم کو عدل و داد سے معمور فرمائینگے ۵

جز طریق پیروانِ ہشت و چار ‏ ملّتے ماند نہ اندر روزگار

المختصر شیعوں کی کتاب کتابیں ائمۂ اہلبیتؑ کے اقوال سے مملو ہیں۔ اور انہی پر عمل ہوتا ہے۔ جو روایت انکے قول کے مخالف ہو وہ شیعوں کے نزدیک لغو اور مہمل ہے۔ یہ لوگ بعد جنابِ رسولِ خدا

ائمۂ اہلبیتؑ کو اپنا ہادی و پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور سب کو منصوص من اللہ جانتے ہیں۔ نہ کہ اجماعی امامت کے قائل ہیں۔ اور انسے محبت کرتے ہیں۔ اور ائمۂ اہلبیتؑ بلکہ خود جناب رسولِ خدا بھی اپنے شیعوں کو دوست رکھتے ہیں جو احادیث سے ثابت ہے۔ اس دعوے کے ثبوت میں چند روایتیں ابنِ حجر مکی کی صواعقِ محرقہ سے درج ذیل کی جاتی ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ابن حجر مکی اہلسنت کے نہایت جلیل القدر عالم ہیں اور انکی کتاب بھی بہت ہی معتبر مانی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(۱) امام احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہاتھ پکڑے۔ اور فرمایا جو شخص کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور میرے اِن دو فرزندوں اور انکے ماں باپ کو دوست رکھتا ہے وہ بروز قیامت میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔ اور ترمذی نے باین لفظ روایت کی ہے کان معی فی الجنۃ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔ اور معیت کے معنی معیت قرب و شہود ہیں نہ معیت شہود و منزل۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

(۲) ابن سعد نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ آپنے فرمایا رسولِ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اوّل بہشت میں داخل ہونیوالا میں ہونگا بعدہ فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ رضی اللہ عنہم۔ پھر فرمایا اُنکے بعد ہمارے شیعہ بہشت میں جائینگے۔

صاحب صواعق محرقہ یہ حدیث نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں کہ "روافض و شیعہ کو اس حدیث سے توہم کرنا چاہیے کہ یہ محبانِ اہلبیتؑ ہیں کیونکہ انہوں نے محبّت میں اتنی افراط کی ہے جو تکفیرِ کُل صحابہ او تضلیلِ اُمّت تک پہنچی ہوئی ہے۔ اہلبیتؑ نبوت اس محبت سے بیزار ہیں۔ اور یہ محبت اُنکے لئے عار ہے چنانچہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میرے باب میں وہ شخص ہلاک ہوگا جو مجھ سے بافراط محبت رکھیگا۔ اور ایسی چیز کے ساتھ میرا وصف کریگا جو مجھ میں نہو۔ نیز فرمایا کہ کسی مومن کے دل میں میری محبّت بغضِ ابوبکر کے ساتھ جمع نہوگی۔ اس حدیث کے لفظ پہلے بیان ہو چکے۔ اور اس گمراہ احمق گروہ نے انکی اور انکے اہلبیتؑ کی محبت میں افراط کی ہے۔ پس انکی محبت انکے لیے عار و ہلاکت ہو گئی۔ پس ہلاک کرے انہیں خدا تعالےٰ کہاں سے پھر پھر کے آجاتے ہیں؟" (المولف۔ تا مرد سخن نگفتہ باشد؛ عیب و ہنرش نہفتہ باشد؛ صاحب صواعق محرقہ اپنی زبان کھولتے نہ حقیقت کُھلا کر ترکی بہ ترکی جواب پاتے۔ حضرت اپہلے یہ تو فرمائیں کہ وہ کونسی بات ہے جو حضرت امیر المومنینؑ میں نہیں اور شیعہ خواہ مخواہ اُسے اُنکی طرف منسوب کرکے اپنی محبت

بڑھانیکا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ آپ جو صفت ایسی حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بیان فرمائینگے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہی بات بلکہ اُس سے بڑھ چڑھکر آپکے مذہب کی معتبر کتابوں میں سے نکالینگے اور کھُلم کھُلا سامنے رکھدینگے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ آپکے ساتھ اُنکا گھر جلانے نہ جائینگے۔ قتل کی دھمکیاں دیکر بیعت کرنے پر مجبور نہ کرینگے۔ سر منبر اُنپر سب و شتم کرنے میں آپکا ساتھ نہ دینگے۔ اور تلواریں کھینچ کھینچ کر اُنکے قتل کے درپے نہ ہونگے۔ اور اگر آپکے نزدیک اُنکے ساتھ سچی محبت کرنا اسی کا نام ہے تو ہمارا یہ کلام ہے ؎

شیعیان باشند ازیں حُب مجتنب	حُب اگر اینست لعنت بر محب

(۳) طبرانی نے بہ سند ضعیف روایت کی ہے کہ بروزِ جنگِ جمل کچھ زر و سیم حضرت علیؑ کے سامنے لایا گیا۔ آپنے اُس سیم و زر سے خطاب کرکے فرمایا۔ اے درہم و دینار سرخ و سفید تجھپر اہل شام (معاویہ والے) ہی فریفتہ ہوتے ہیں اُنہی کو فریب دے۔ کیونکہ میں تیرے دھوکے میں نہیں آؤنگا۔ جب اُنکے اصحاب نے یہ باتیں سُنیں تو اُنہیں ناگوار گزریں۔ آپ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُنکو بلا کر فرمایا کہ میرے خلیل صلوات اللہ علیہ نے مجھسے ارشاد کیا ہے کہ اے علیؑ عنقریب تم اپنے شیعوں کے ساتھ ایسی حالت میں خدا کے نزدیک آؤگے کہ تم راضی و مرضی ہوگے اور تمہارے دشمن مغضوب ہونگے۔ اُنکے سر ہوا میں بلند ہونگے طوقِ گلوگیر کی تنگی سے اُنکی آنکھیں بند ہوئی جاتی ہونگی۔ یہ کہکر اپنے ہاتھ اُنکی گردن میں ڈالے تاکہ ان لوگوں کی حالت کا نقشہ دکھائیں۔

صاحبِ صواعق محرقہ یہ حدیث لکھکر دعوے کرتے ہیں کہ شیعہ علیؑ اہلسنت والجماعت ہیں۔ اور یہی لوگ علیؑ اور علیؑ کے اہلبیتؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ جس طرح کہ خدا اور رسولؐ نے حکم دیا ہے (یعنی اُنکو خلافت سے محروم کرکے خانہ نشین بنادیں اور اُنکے قاتل ابن ملجم علیہ اللعن کی جوانمردی اور سیف زنی کی جس سے سر اطہر شگافتہ ہوا تعریف و توصیف میں قصائد انشا کریں!) اور اہلسنت کے سوائے جو گروہ اپنے آپ کو محب علیؑ سمجھتے ہیں وہ درحقیقت علیؑ کے دشمن ہیں۔ لہذا یہ محبت مفرط اُنکی ہلاکت کا سبب ہے۔

(۴) طبرانی نے جناب علی مرتضےٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص سب سے پہلے میرے پاس وارد حوض ہوگا وہ میرے اہلبیتؑ ہونگے اور وہ شخص جو اُنکا شیعہ ہو۔ (پھر حسد کے مارے صاحب صواعق اپنی رائے تحریر فرماتے ہیں کہ) یہ حدیث ضعیف ہے۔

(۵) طبرانی نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہؑ بنی آدم کی حور ہے۔

یہ اُن کثافتوں سے بری ہی جو عورتوں کو لاحق ہوتی ہیں۔ بیشک اسکا نام فاطمہؑ اسی لیے رکھا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسے، اور اسکے دوستوں کو آتشِ جہنم سے دور کر دیا۔

(۶) احمد بن حنبل۔ نے مناقب میں لکھا ہے کہ پیغمبر نے علیؑ سے فرمایا۔ کیا تم راضی نہیں کہ بہشت میں میرے ساتھ ہو اور حسنؑ و حسینؑ اور ہماری ذریت پیچھے پیچھے ہوگی۔ اُنکے پیچھے ہماری ازواج ہونگی اور ہمارے شیعہ دائیں بائیں ہونگے۔ (یہاں پھر ابن حجر مکی کو جنون نے آگھیرا اور حسد کی مار شیعوں سے بالکل لپٹ گئی)

(۷) طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چار شخص جو سب سے پہلے داخلِ بہشت ہونگے مَیں اور تم اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ہماری ذریت ہمارے پیچھے ہوگی اور اُسکے پیچھے ہماری ازواج اور شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہونگے (شیعوں کے جنتی ہونے پر رشک کھا کر اس حدیث جنابِ رسولِ خداؐ کو بھی ضعیف بیان فرماتے ہیں)۔

(۸) دیلمی نے بسندِ ضعیف روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ بیشک خدا تعالےٰ نے تجھے، تیری ذریت کو، تیرے اہل و عیال کو اور تیرے محبوں کو بخشدیا۔ بشارت ہو تجھے کہ تو انزع البطین ہے۔ انزع اُس شخص کو کہتے ہیں جسکے مقدمِ سر پر بال نہوں۔ اور بطین وہ ہی جسکا شکم کسی قدر بزرگ ہو۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ انزع البطین سے مراد یہ ہے کہ تو شرک سے بچا ہوا ہے اور تیرا شکم علم و ایمان سے مملو ہے۔ کذافی نہایۃ الجزری۔ اسی طرح وہ حدیث ضعیف ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہونگے ایسی حالت میں کہ تم سیراب ہوگے۔ چہرے تمہارے سفید ہونگے۔ اور تمہارے دشمن ایسی حالت میں آئینگے کہ تشنہ ہونگے اور طوق اُنکی گردنوں میں پڑے ہونگے (یہاں صاحب صواعق محرقہ کی تعصب نے پھر اپنا رنگ دکھایا ہے اور فرماتے ہیں کہ "یہ شیعہ وہ شیعہ نہیں ہیں جنکا ذکر اس حدیث میں ہے"۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ وہ شیعہ ہم اہلسنت والجماعت ہیں)۔

(۹) حافظ جمال الدین زرندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (بیشک جو لوگ کہ ایمان لائے اور اُنہوں نے عملِ صالح کئے یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں) تو رسول اللہؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ بروزِ قیامت تو اور تیرا گروہ ایسی حالت میں آئینگے کہ خوشنود کنندہ اور خوشنود شدہ ہونگے۔ اور تیرے دشمن خشمناکی اور حقارت کی حالت میں۔ علیؑ نے عرض کی میرے دشمن کون ہیں؟ فرمایا تیرا دشمن وہ ہے جو تجھ سے بیزار ہو اور تجھ پر لعن کرے

تبرا کرے۔ (جیسے کہ معاویہ اور اسکے مُریدِ اہلِ شام و دیگر خوارج) خذلھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ۔

(۱۰) ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا بروزِ قیامت بہترین سابقین سایۂ عرش میں خوشحال ہونگے۔ عرض کی گئی وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا اے علیؑ وہ تمہارے شیعہ اور دوست ہیں۔ لیکن اس حدیث کی سند میں ایک کذاب اضل ہو (ہونا ہی چاہئے کیونکہ شیعہ بڑھے جاتے ہیں!)

(۱۱) دارقطنی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم اپنے شیعوں کے ساتھ بہشت میں ہوگے۔ بیشک ایسے لوگ بھی ہونگے جنہیں تمہاری دوستی کا گمان ہوگا حالانکہ انہوں نے اسلام کو خواری اور ذلت کی حالت میں ڈالدیا ہوگا۔ اور اسلام سے اس طرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر۔ ان لوگوں کا لقب روافض ہے۔ اگر تو انہیں پائے تو قتل کر کہ یہ مشرک ہیں۔ دارقطنی کہتا ہے کہ ہمارے پاس اس حدیث کی بہت سی اسناد ہیں۔

لمؤلف۔ اگرچہ یہ حدیث شیعوں کی کسی کتاب میں مذکور نہیں۔ تاہم اگر دارقطنی کے پاس اس حدیث کی بہت سی اسناد موجود ہیں تو ہمکو بھی اسکے مان لینے میں کوئی عذر اور کچھ پس و پیش نہیں ہے۔ اور یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص ہمارے اس مختصر سے رسالہ کو بنظرِ انصاف مطالعہ کریگا وہ اسلام سے خارج ہو جانیوالی جماعت کو بلا تکلف پہچان لیگا اور یہ بھی بخوبی سمجھ جائیگا کہ حکمِ قتل کا سزاوار فرقہ کونسا گروہ ہے جسے دوستی جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالبؑ کا گمان ہی گمان ہے حالانکہ اسلام کو خواری اور ذلت کی حالت میں ڈال رکھا ہے۔ اور کمان کے تیر کی طرح اسلام سے نکل گیا ہے۔ باقی رہی بحثِ رفض و رافضی۔ پس رفض کے لغوی معنی ترک کر دینا اور رافضی کے لغوی معنی ترک کر دینے والا۔ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ رہے ہیں۔ ایک اہل اللہ اور دوسرا اہل الدنیا۔ اہل الدنیا نے ہمیشہ اپنی پسند کے خدا اور رسول و امام بنائے۔ اور اہل اللہ نے خداوند حقیقی کو اور اسکے مقرر کردہ انبیاء و رسل و ائمہ کو تسلیم کیا۔ اہل الدنیا کی مثال فرعون کا گروہ خدا بنانیوالا۔ مسیلمہ کذاب کا گروہ نبی بنانیوالا۔ اور منافقین امتِ محمدیہ کا گروہ خلیفہ تراش۔ یعنی اپنے امام اپنے اختیار سے مقرر کرنیوالا۔ پس اہل الدنیا نے ہمیشہ اہل اللہ اور حق پسندوں کو اپنے مقابل میں رافضی کہا ہے۔ فرعون والوں نے اُن جادوگروں کو جو موسےٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے بلائے گئے تھے اور بالآخر معجزے کو

مان کر خداوند کریم پر ایمان لے آئے رافضی کہا تھا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب کا گروہ امت جناب رسول خدا کو رافضی کہا کرتا تھا۔ انہی دونوں گروہوں کی پیروی میں خلیفہ تراش گروہ شیعوں کو رافضی کہتا ہے۔ لہذا یہ رافضی تو عند اللہ قابل مدح و تعریف ہوئے۔ نہ قابل قتل و ذم۔ اب رہے اہل اللہ انکے نزدیک خود خدا کے چھوڑنیوالے اور خدا تعالے کے مقرر کردہ انبیاءؑ اور ائمہؑ کے چھوڑنیوالے رافضی ہیں۔ دارقطنی نے سب کچھ کاتا مگر اسنادِ حدیث اپنی گتھی میں رہنے دیں۔ وہ علے الاعلان نہ بیان کیں۔ کہ انکا تار و پود الگ الگ کیا جاتا۔ اور انکی حقیقت عالم پر واضح کیجاتی۔ بیشک جناب رسول خدا کا مقصود انہی روافض سے ہے جو تارکان خدا۔ تارکان رسول خدا۔ اور تارکان خلفائے رسول خدا یا ائمہؑ ہدائے جو مقرر کردہ خدا و رسول خدا تھے۔ پس بلاشک آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو انکے قتل کا حکم دیا ہوگا۔ مگر عام مسلمان ایسے بھلے مانس کہاں تھے کہ اس حکم کی تعمیل کرتے۔ وہ تو خرمائے تر و خشک و ثرید کے لالچ میں اور ان عطیات کی خواہش میں جو غاصبین کے دربار سے انکا مین مو ہنے کی غرض سے انکو ملتا تھا سب احکام بہ پس پشت ڈال چکے تھے۔ لہذا اسکی بھی تعمیل نہ کی۔

شعر

باز ہم در دل چو شک ماند مقیم
وہم را دارو نمی داند حکیم

۶۶۹۶